بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

صراط الطالبیُن

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ سراج الواصلین شمس العارفین سلطان الاولیاء قطب الاقطاب

مخزنِ علوم سبحانی معدنِ فیوضِ ربانی جناب فیض مآب

حضرت پیر سائیں سید محمد یٰسٓ شاہ راشدی

المعروف بہ پیر سائیں جھنڈے دھنی اوّل

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

المتوفی: ۱۲۷۵ھ

Islam: The World Religion

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرستِ مضامین

مقدمہ ــــــــــ ۳

پہلا باب: چند بنیادی باتیں ــــــــــ ۶

انسان کی تخلیق کا مقصد ۔ مرشد کی ضرورت

مراتبِ سلوک ۔ فضائلِ ذکر

سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ

دوسرا باب: اذکار کا بیان ــــــــــ ۲۲

تیسرا باب: افکار کا بیان ــــــــــ ۳۵

وصیۃ الفقیر ــــــــــ ۶۲

☆......☆......☆

Islam The World Religion

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں جس نے عارفین کے قلوب کو نورِ معرفت سے منور فرمایا اور حضور کریم نبی آخر الزمان ﷺ کی پیروی سے مشرف فرمایا اور تمام تر صلوٰۃ وسلام جس طرح اس سلام کے علم میں ہیں، صاحبِ اسلام ﷺ پر نازل ہوں جن کی شانِ اقدس میں فرمایا گیا ہے: **لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ ، وَ لَوۡلَاکَ لَمَا اَظۡهَرۡتُ الرَّبُوۡبِیَّةَ** یعنی اے محبوب! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو افلاک کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

اس **اَلاَحَدُ الصَّمَدُ** جل شانہ نے آپ ﷺ سے فرمایا:

مِن لَّدُنِ الۡعَرۡشِ اِلیٰ تَحۡتِ الثَّرٰی کُلُّهُمۡ یَطۡلُبُوۡنَ رِضَائِیۡ وَ اَنَا اَطۡلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدُ یعنی عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ہر چیز میری رضا کو طلب کرتی ہے اور اے محمد! میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

آپ ﷺ پر رحمتیں نازل ہوں، آپ کی اولادِ پاک پر جو امت کی نجات کے لیے کشتی کی مانند ہیں اور رحمتیں نازل ہوں خلفائے راشدین پر جو گمراہوں کو سنت کی طرف ہدایت دینے والے ہیں اور ہدایت کے ستارے ہیں، جن کی شان میں فرمایا گیا ہے:

اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ فَبِاَیِّهِمُ اقۡتَدَیۡتُمۡ اِهۡتَدَیۡتُمۡ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جسکی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور رحمت نازل ہو آپکے تابعین اور پیروکاروں پر اور تمام پرہیزگار اولیاء پر اور پوری امت پر جو تمام امتوں سے افضل ہے۔

امابعد: رموز و اسرار سمجھانے اور ظاہر کرنے کی غرض سے یہ چند اوراق تحریر کیے

Islam The World Religion

گئے ہیں۔ بعض رموز و اسرار زبانِ گوہر فشاں ، وحی ترجمان ، ذاتِ عالی صفات ، مجمعِ حسنات ، معدنِ فیوضات ، ماحی آثارِ شرک و بدعت ، قامع قواعدِ کفر وضلالت ، محی مراسمِ دین وملت ، متخلق باخلاق اللہ تعالیٰ ، داعی الیٰ اشرف رسل اللہ ، مطلع انوارِ ذات ، مظہرِ تامِ صفات پیر دستگیر ، مرشد بے نظیر ، سید السادات ، مجموعہ خوارق العادات ، حضرت مرشدنا و مولانا ومحبوبنا ، سیدنا وسندنا قبلہ گاہم سید محمد راشد اَدَامَ اللّٰہُ تَعَالیٰ بَرَکَاتَہٗ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَ اَرۡضَاہُ وَ رَزَقَنَا مِنۡ اَنۡوَاعِ فُیُوضَاتِہٖ بِمَا یَرۡضَاہُ (آمین) سے سنے اور سمجھے ہیں۔ انکے علاوہ جو اپنے قلب کے اسرار ذاتی تجربے اور مشاہدے میں آئے ، انہیں تحریر کیا ہے اور شائقینِ طریقت وطالبانِ حقیقت کی تعلیم وتربیت کے لیے جمع کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اس طریقہِ عالیہ کے مشائخ کے اشغال کو اکٹھا کر کے لکھ دیا ہے مگر مشکل عبارات اور دقیق اشارات اور رموز کو سمجھنے کے لیے نئے طالبوں کو آسانی نظر نہیں آئے گی بلکہ ان دقیق اشارات کو وہی سمجھ سکیں گے جو مرشدِ کامل کی صحبت میں رہ کر دقیق رموز سے واقف ہو چکے ہوں۔

مثنوی

صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد لطفِ شاں بر ہر دلے تاثیر کرد
ہر کہ با ایشان نشیند یکدمے روزِ محشر او کجا بیند غمے
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گو نشیند در حضورِ اولیاء

ترجمہ: ان (اولیاءاللہ) کی صحبت نے خاک کو اکسیر بنا دیا۔ انکے لطف نے ہر دل پر اثر کیا۔ جو بھی ایک لمحہ ان کی ہم نشینی اختیار کر لے، وہ روزِ محشر غم کو کیوں دیکھے گا؟ جو بھی چاہتا ہو کہ اللہ کے پاس بیٹھے، اسے کہہ دو کہ اولیاء کے پاس جا کر بیٹھے۔

مگر جن ناقص الفہم طالبوں کو ایسی خوش نصیب صحبت میسر نہ ہو تو وہ لاچار

قابلیت اور سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے خطرات اور اوہام کا شکار رہتے ہیں اور حصولِ مقصد سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے نئے طالبوں کے لیے اپنی بساط کے مطابق ایک کوشش کی گئی ہے اور یہی ترتیب مربی مرشد کریم قُدِّسَ سِرُّہُ الْاَقْدَسْ سے بھی معلوم ہوئی تھی جسے قلم کی قید میں لایا گیا ہے۔ جیسا کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابَۃِ یعنی علم کو کتابت کے ذریعے محفوظ کرو رَوَاہُ الطِّبْرَانِی وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ: مَا کَتَبْتَ قَرَّ وَ مَا حَفِظْتَ فَرَّ یعنی جو کچھ تو نے لکھ لیا وہ قرار پا گیا اور جو تو نے یاد کیا وہ فرار ہو گیا۔

اس کے باوجود ہر خاص و عام اپنی سمجھ اور دانائی کے مطابق اس تحریر سے فائدہ اٹھا سکے گا اور سلوک کے طالب غلط فہمی کے بھنور سے آزاد ہو کر سلامتی اور امن کے ساتھ سلوک کی راہ پر چل سکیں گے۔

اس رسالے کا نام ''صراط الطالبین'' رکھا گیا ہے اس امید پر کہ حق سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالیٰ کے طالب اس رسالے کے ذریعے خود کو سیدھا رکھ سکیں گے۔

وَاللّٰہُ الْھَادِی اِلَی الْمِیْعَادِ

واضح رہے کہ اس رسالے میں جس جگہ مربیم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہٗ الْاَقْدَسْ کے الفاظ آئے ہوں ان سے حضرت مرشد معظم و مکرم (پیر سائیں روضے دھنی) کے فرمانِ متبرک کا بیان مراد ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مصنف کو انہی کے مریدوں کی لڑی میں پرویا ہے اور آپ کی اولاد میں سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالیٰ عَلیٰ ذٰلِکَ حَمْداً کَثِیراً۔

سید محمد یٰسں شاہ راشدی

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب:

چند بنیادی باتیں

انسان کی تخلیق کا مقصد

جان لے اے طالبِ صادق! اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرقانِ مجید میں فرمایا ہے کہ: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (الذّٰریٰت: ۵۶)۔

ہر چیز اپنے فہم کے مطابق اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ یعنی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو (بنی اسرائیل: ۴۴)۔

تو پھر لوگوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل نہ رہیں۔ اے دوست دیکھ! جب تمام اشیاء اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تسبیح، حمد اور ثنا میں مشغول ہیں تو پھر تم کیوں غافل ہو گئے ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

لَا تَقۡتُلُوا الضِّفۡدَعَ فَاِنَّہٗ کَثِیۡرُ التَّسۡبِیۡحِ ، قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَ مَا تَسۡبِیۡحُ الضِّفۡدَعِ ، قَالَ سُبۡحَانَ الۡمَعۡبُوۡدِ یعنی مینڈک کو مت مارو کہ وہ کثرت سے تسبیح کرتا ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ مینڈک کی تسبیح کیا ہے؟ فرمایا: سُبۡحَانَ الۡمَعۡبُوۡد

جب ایک مینڈک عشاق کی طرح حق تعالیٰ جل شانہ کی تسبیح پکار رہا ہے تو پھر تو بھی کم از کم مینڈک سے تو پیچھے نہ رہ۔

مرشد کی ضرورت

جان لے کہ ہم نے اپنے مربی مرشد کریم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: حَسَنَاتُ

Islam The World Religion

اَلْاَبْـرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ حَسنَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ سَیِّئَاتُ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں اور مقربین کی نیکیاں مخلصین کے گناہ ہیں۔اسی لیے عابدوں کی عبادتیں درجات کے فرق کی وجہ سے مختلف ہیں۔ نئے طالبوں کے لیے عبادت دوقسم کی ہے۔ایک عبادت: صُوَرِی اوردوسری عبادت: مَعْنَوِی۔

عبادت صوری دینی کتب سے اور علماء کی زبانی معلوم ہوسکتی ہے۔ جب کہ عبادت معنوی مرشدِکامل سے تعلق جوڑے بغیر سمجھ میں نہیں آتی۔

جولوگ اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اوران پر اعتراض کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ سے مردود ہوچکے ہیں۔جیسا کہ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے:

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَن یُّضْلِلْهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیّاً مُّرْشِداً یعنی جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ کردے تو تم اس کا کوئی ولی اور مرشد نہیں پاؤ گے(الکہف:۱۷)۔

فقیر کے خیال میں آتا ہے کہ جوشخص متکبر ہے اوراپنی انا کی وجہ سے کسی کو اچھا نہیں سمجھتا،اور سرکشی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کسی مرشد کے سامنے سرنہیں جھکاتا اسی کے بارے میں حق تعالیٰ جل شانہ حضور کریم ﷺ سے فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَـدْعُوهُمْ اِلَی الْهُدیٰ لَا یَسْمَعُونَ وَ تَرَاهُمْ یَنْظُرُونَ اِلَیْکَ وَ هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ

ترجمہ: اے محبوب! اگرتم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ نہیں سنتے ،اورتم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف غور سے دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں(الاعراف:۱۹۸)۔

ایسے لوگ مرشد کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے ،اسی لیے نعمتِ عظمیٰ اورخوش نصیبی سے محروم رہتے ہیں، ہرانسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ:

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّهٗ یعنی انسان میراراز ہے اورمیں اس کا راز ہوں۔

بیت

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

ترجمہ: عاشق اور معشوق کے درمیان ایسی رمز ہوتی ہے کہ دائیں، بائیں فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہیں ہوتی۔

اے عزیز! جب تم جان چکے ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا ہے تو پھر یہ بھی جان لو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں، نہ دائیں ہے نہ بائیں، نہ آسمان پر ہے نہ زمین میں، نہ آگے ہے نہ پیچھے، اگر تم دھیان کرو تو وہ تم میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (ق:١٦)۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِن لَّا تُبْصِرُوْنَ یعنی ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں مگر تمہیں بصیرت حاصل نہیں (الواقعہ:٨٥)۔

اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی تم جدھر بھی پھرو "وجہ اللہ" ادھر ہی ہے۔

مگر اس کا جتنا قرب انسانوں کو حاصل ہے وہ کسی اور چیز کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو (الحدید:٤)۔

اور فرماتا ہے: وَ اعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ اور جان لو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اس کے قلب کے درمیان (الانفال:٢٤)۔

حضور کریم ﷺ نے حدیثِ قدسی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا وَسِعَنِیْ اَرْضٌ وَ لَا سَمَآءٌ وَلٰكِنْ وَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ یعنی مجھے نہ تو زمین سمو سکی اور نہ آسمان مگر مجھے میرے مومن بندے کے دل نے سمو لیا (احیاء العلوم صفحہ ٩٢٤)۔

مگر اے عزیز! اگر تم اپنے مولا کے طالب ہو تو پھر پہلے مرشدِ کامل مکمل نور

Islam The World Religion

بخشش نورانی کا دامن پکڑو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ ابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ تک وسیلہ تلاش کرو (المائدہ: ۳۵)۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنۡ لَا شَیۡخَ لَہٗ فَشَیۡخُہُ الشَّیۡطٰنُ یعنی جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ: مَنۡ تَزَھَّدَ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ جَنَّ فِیۡ آخِرِ عُمۡرِہٖ اَوۡ مَاتَ کَافِرًا یعنی جو شخص علم کے بغیر زاہد بننے کی کوشش میں لگا وہ اپنی آخری عمر میں پاگل ہو جائے گا یا کافر ہو کر مرے گا۔

اگر طالب مضبوط اور کامل اعتقاد رکھتا ہو تو اسے اپنے مرشد کے معاملات میں حجت بازی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی ناقص الاعتقاد ہو تو اسے چاہیے کہ بیعت سے پہلے ہی مرشد کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھ لے۔

مربیم مرشد کریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الۡاَقۡدَسَ اس بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہیے کہ کسی بھی مرد یا عورت پر اس طرح غور نہ کرے کہ یہ ایسا ہے یا کیسا ہے؟ مگر جب مرشد پکڑنا ہو تو اس کا امتحان ضرور لے اور اگر کبھی کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کرے تو شریعت کی حد میں رہ کر اسے ایک نظر دیکھ لے اور اسکی حرکات کا جائزہ لے۔

اے عزیز! جب طالبِ صادق کے دل میں مولا کی محبت مضبوط ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو کرتے ہوئے مرشد کامل کی تلاش میں مشغول ہو اور جب ایسے کامل کی خوش بخت صحبت حاصل ہو جائے تو پھر اپنے علم اور عقل کو اس کے سامنے جہالت سمجھے اور مرشد حقیقی کی برکت سے اپنے مقصود تک پہنچے۔ یہاں تک کہ صاحبِ رشد و ہدایت بن جائے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سرور کائنات مفخر موجودات عَلَیۡہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَلۡفُ اَلۡفِ صَلٰوۃٍ وَ سَلَامٍ سے فرمایا: وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی یعنی اپنی محبت میں گم پایا تو اپنی طرف راہ دی (الضحیٰ: ۷)۔

بیعت سے پہلے کامل مرشد کو پہچاننے کے لیے دو نشانیاں ہیں۔ ایک ظاہری

نشانی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی قولی اور فعلی متابعت کرتا ہو۔ دوسری باطنی نشانی ہے کہ اس کی مجلس اور صحبت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد آتی ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ یعنی اللہ کے ولیوں کو جب دیکھا جائے تو اللہ یاد آتا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ مرشد کی صحبت میں قلب کو حاضر رکھے۔ پھر اگر مرشد کی زیارت سے قلب میں تبدیلی آئے تو فکر کر کے دیکھے کہ اگر دل حضور ﷺ کی تابعداری کے معاملے میں سرد اور بے پرواہ نظر آئے تو یہ صفت جلالی ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا اس سے بچ جائے کہ یہ شیطان کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیّاً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَاناً مُّبِیْناً یعنی اور جو اللہ کے سواء شیطان کو دوست بنائے تو بے شک وہ واضح خسارے میں پڑا (النسآء:۱۱۹)۔

بیت

اے بسا ابلیس روئے آدم ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

ترجمہ: ارے بہت سے ابلیس انسانی شکل میں ہیں، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

لیکن اگر مرشد کی زیارت سے آپ کے دل میں نیازمندی اور نرمی پیدا ہو اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی فرماں برداری اور اتباع کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کرے کہ مرشدِ کامل ملا ہے۔ جس کی شان میں آیا ہے کہ: اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنی شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جیسے پیغمبر اپنی امت میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلاً اور بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے (النحل:۳۶)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری

امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیآء کی طرح (مبلغ) ہیں۔

اے عزیز! علماء سے مراد سب اہل علم نہیں ہیں بلکہ ان سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ڈرتے اور خشوع کرتے ہیں، حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا ہے کہ: اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمَآءُ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء ہیں (فاطر:۲۸)۔

اے طالبِ حق! جب مرشدِ کامل دستیاب ہو جائے اور اس کی صحبت نصیب ہو جائے تو سب سے پہلے اپنے دل میں اس کے بارے میں اعتقاد کامل رکھ اور اوہام و شبہات کو اپنے دل میں نہ آنے دے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ہمچوں موسیٰ زیر حکم خضر رو

ترجمہ: جب تو نے پیر پکڑ لیا ہے تو اب مان لے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت خضر علیہ السلام کے حکم کے تحت چلتا جا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر شہ روز را گوید شب است ایں بباید گفت اینک ماہ و پروین

ترجمہ: اگر مرشد دن کے بارے میں کہے کہ یہ رات ہے، تو کہنا چاہیے کہ ہاں یہ چاند ہے اور یہ تارا ہے۔

اگر شک کو دل میں جگہ دی تو حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قصہ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے تین بار اعتراض کیا تو حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ھٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِکَ کا عتاب ملا یعنی یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے (الکہف:۷۸)۔

اے عزیز! اگر تم نے بھی مرشد کے متعلق کسی شبہ کو جگہ دی تو تم بھی مرشد کی طرف سے یہی عتاب سنو گے اور دنیا و آخرت کی نیک بختی سے محروم ہو جاؤ گے۔

پھر مولا کے طالب کو ہر حال میں مرشد مربی کی ضرورت ہے۔ اگرچہ وصولِ حق

Islam The World Religion

سبحانہ وتعالیٰ محض اس کے فضل اور مہربانی سے ہی ممکن ہے مگر اس کی مہربانی کے شامل حال ہونے کی نشانی مرشدِ کامل کا ملنا ہے۔ جیسے حضرت رسول مقبول ﷺ کی محبت اور دوستی کے بغیر مسلمانی نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: مَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ لَا اِیْمَانَ لَهٗ یعنی جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نہیں وہ مومن نہیں ہے۔

اسی طرح معنوی راستے کو حاصل کرنا مرشدِ کامل و مکمل سے مربوط رہے بغیر ممکن نہیں ہے۔

مراتبِ سلوک

سلوک کے مراتب بہت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے منزل تک پہنچا دیتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: اِنَّ عِنْدَ اللّٰهِ مَلَكاً یَسُوقُ الْاَهْلَ اِلَی الْاَهْلِ یعنی بے شک اللہ کے پاس فرشتہ ہے جو اہل کو اہل تک پہنچاتا ہے۔

طالبِ صادق کو چاہیے کہ سب سے پہلے سلوک کے ان مراتب کو جان لے تاکہ انہیں سمجھ لینے کے بعد ان مراتب کے ذریعے واصل حق ہو۔

سلوک کے مراتب کثیر التعداد ہیں، ان میں سے جو ضروری اور موقوف علیہ ہیں وہ پانچ ہیں:

پہلا تزکیہِ نفس، دوسرا تصفیہِ قلب، تیسرا تنقیہِ دماغ، چوتھا تجلیہِ روح، پانچواں تخلیہِ سرّ۔ ان مراتب میں سے بھی ہر ایک مرتبے کے لیے سلوک کے پانچ راستے جدا جدا ہیں۔

(۱)۔ تزکیہِ نفس: یہ مرتبہ نفس کی مخالفت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے حضرت رسالت پناہ ﷺ کی متابعت اور فرماں برداری کرنا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سِرَّهُ الْاَقْدَس فرمایا کرتے تھے کہ: جس قلعے کو فتح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اس کی رسد بند کر دی جاتی ہے اِلیٰ آخِرِ قَوْلِهٖ۔ یعنی اگر نفس اللہ

تعالیٰ جل شانہ اوراس کے رسول کریم ﷺ کا تابع فرمان نہ بنے تو اس کی پرورش کے راستے بند کردیے جائیں تاکہ مطیع وفرمانبردار بن جائے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے:

ہوائے نفس راچوں دیو در بند　　چو بستیِ دُزد اَیمن باش ومی خند

ترجمہ: اپنے نفس کی خواہش کو جن کی طرح قید کرلے۔ پھر چوروں کی بستی کی طرح پُر امن ہوجااور خوشیاں منا۔

(۲)۔ **تصفیہِ قلب** : یہ زبان سے ذکر بالجہر کرنے سے حاصل ہوتا ہے جس کی اجازت مرشد سے لی گئی ہو۔

ذکر کن ذکر کن تا ترا جان است　　پاکیِ دل زِ ذکرِ رحمٰن است

ترجمہ: ذکر کر، ذکر کر جب تک تجھ میں جان ہے، دل کی پاکیزگی رحمٰن کے ذکر سے ہے۔

(۳)۔ **تنقیہِ دماغ** : یہ سانس کے ذریعے ذکر کرنے سے، نیچے سے اوپر کھینچنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۴)۔ **تجلیہِ روح** : یہ ہمیشہ مراقبہ کرنے اور قلبی ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۵)۔ **تخلیہِ سرّ** : یہ خیال سے اور خلوت اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ اپنی ذات، اپنی خودی، اپنی ہستی اور تمام موجودات کے وجود کی نفی کردی جائے۔

اے عزیز! جاننا چاہیے کہ ان تمام اذکار کا نتیجہ خیز ہونا اور افکار کا بامقصد ہونا مرشدِ کامل مکمل کی صحبت پر موقوف ہے۔ حضرت سرورِ کائنات مفخر موجودات عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوَاتِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ کے زمانہِ اقدس میں صحابہِ کرام کو کمال درجہ کی استعداد اور لیاقت حاصل تھی۔ اسی لیے انہیں ان مشاغل میں مشغول ہونے کی حاجت نہ تھی۔ محض آپ ﷺ کی صحبت سے کمال کا درجہ حاصل کرلیتے تھے۔ ہر ایک صحابی نے اپنے یقین کے مطابق آنحضرت ﷺ کی صحبت سے روشنی حاصل کی تھی اور فیض میں سے اپنا حصہ پایا تھا۔ جیسا کہ حضرت مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

بیت

دانشاں رامی ستانند جان زجاں　　　　نی ز راہِ دفتر و نی از زباں

ترجمہ: عقل مند سینہ بہ سینہ فیض پاتے ہیں۔ کتابوں کی راہ سے نہیں اور زبان کی راہ سے بھی نہیں۔

جب اولیاءِ عظام نے طالبوں میں عقیدے کی کمزوری دیکھی اور مقصود کو حاصل کرنے میں لیاقت اور استعداد کی کمی محسوس فرمائی تو طالب المولیٰ یعنی طریقت کی راہ پر چلنے والوں کے لیے ان اشغال کو تیار کرنا اور ترتیب دینا مناسب سمجھا اور قرآن شریف اور احادیث شریفہ کی روشنی میں اشغال کو آسان شکل میں تیار کر دیا۔ جیسا کہ حضرت مربیم **قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس** فرمایا کرتے تھے:

بیت

پیگئی ساں پیر جان کیں سجو سنبوین

یعنی ٹوٹے ہوئے سے مشغول رہ جب تک پورا ہاتھ نہ آئے۔

مقصد یہ ہے کہ جب تک یقین کامل حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک طلبِ حق کی کوشش جاری رکھ۔ لہٰذا ہر شخص خاص و عام کو چاہیے کہ اس سلوک کی راہ سے مطلوب و مقصود تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھے اور ''قَالُوا بَلٰی'' والا وعدہ وفا کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مرشد کامل و مکمل کی اجازت اور اس کی صحبت کے اثر اور اس کے ساتھ مجذوبانہ محبت کے سواء محض ذکر فکر کی کوشش سے کوئی طالب ہرگز اپنے مطلب تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن دو شخص ایسے ہیں جو ان اشغال میں مشغول ہوئے بغیر مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح عظیم محبت اور اعتقاد کامل والا ہو جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے:

بیت

میانِ عاشق و معشوق رمزیست　　　　کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

Islam The World Religion

بیت

دانشاں رامی ستانند جاں زجاں   نی ز راہِ دفتر و نی از زباں

دوسرا وہ شخص جو مرید نہ ہو بلکہ مراد ہو یعنی ایسا شخص جس پر مرشد مہربان ہو جائے۔ اسی لیے جس کی ازلی خلقت اور فطرت اپنے مرشد کریم کے موافق ہو ایسے شخص کو ان اذکار و افکار کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی لیے حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَسَ فرمایا کرتے تھے کہ:

پر نہ جاناں کیہڑ جنی نآء سہا گیی

یعنی: مگر معلوم نہیں کون ہے جو مقرب اور مکرم ٹھہرے۔

یہ نعمت انہی کو حاصل ہو گی جن پر اللہ تعالیٰ جل شانہ مہربان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یعنی یہ اللہ کا فضل ہے جنہیں چاہتا ہے دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (الجمعہ:۴)۔

مقصود تک پہنچنے کے لیے سلوک کے افکار ایک متعین راہ اور کشادہ راستے کی طرح ہیں۔ ان راستوں کے بارے میں حضرت مریم سے ایک مثال سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا:

اگر کسی شخص کو ہوا کا بگولہ اڑا کر محل کی چھت پر جا پھینکے، اب وہ کسی سبب سے نیچے اتر آئے تو اگر دوبارہ اسی محل کی چھت پر جانا چاہے تو راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہاں نہیں پہنچ سکے گا۔ اسی طرح اگر کوئی طالب اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبے سے بلند مقام تک پہنچ کر نیچے آ جائے تو دوبارہ انہی اشغال کے راستے کے سواء اس مرتبے پر دوبارہ نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لیے طالب کو مرشد مربی مظہر فیوضاتِ لاریبی پکڑنا ضروری ہے۔ اب مرشد جو بھی ذکر یا فکر اختیار کرنے کا حکم دے اسے بجالائے اور جس طریقے سے طالب کو ہدایت کرے اسی طریقے سے عمل پیرا ہو۔ ورنہ فائدہ حاصل کرنے میں دیر ہو گی یا نقصان ہو گا۔ جیسے کوئی طبیب کسی بیمار کو دوا دے، پھر اگر وہ پرہیز نہ کرے یا دوا کی مقدار میں کمی بیشی

Islam The World Religion

کرے تو اس دوا سے فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ہوسکتا ہے الٹا نقصان ہو۔

اسی لیے طالب کو چاہیے کہ اپنے مرشد کے دیے ہوئے حکم میں کمی بھی نہ کرے اور زیادتی بھی نہ کرے۔ مرشد کے حکم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم کے قائم مقام سمجھے۔ مرشد سے اجازت حاصل کر کے متعین شدہ ذکر اور فکر میں مشغول رہے تو جلدی فیض حاصل کر سکے گا۔

فضائلِ ذکر

حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَسَ کے طریقہِ عالیہ قادریہ کا پہلا شغل ذکر بالجہر ہے۔ آپ سب سے پہلے طالب کو کلمہِ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بلند آواز سے پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ تمام اذکار پر اس کلمہ شریف کے ذکر کو فضیلت حاصل ہے۔ کسی بھی دوسرے ذکر میں اس قدر فائدہ نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللّٰہ ہے اور سب سے افضل دعا سورۃ فاتحہ ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِی قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِیرَةٍ مِنْ خَیْرٍ وَیُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الیٰ آخِرِ الْحَدِیْثِ

ترجمہ: جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا تو اسے دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا تو اسے دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور اس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی ایمان ہوا تو اسے دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Islam The World Religion

فرماتے ہیں کہ : قَالَ مُوسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا رَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئاً اَذْکُرُکَ بِہٖ اَوْ اَدْعُوکَ بِہٖ فَقَالَ یَا مُوسیٰ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِلیٰ آخِرِ الْحَدِیْثِ

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! مجھے وہ چیز سکھا جس سے میں تیرا ذکر کروں یا شاید کہا کہ تجھے پکاروں (راوی کو اس میں شک ہے)۔ پروردگار عزاسمہ نے فرمایا: اے موسیٰ کہو: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے ہی پڑھتے ہیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میرے لیے خاص ہو۔ پروردگار نے فرمایا: اے موسیٰ اگر سات آسمان اور میرے سواء ان کی تمام آبادی اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والا پلڑا بھاری ہوگا۔

دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے پناہ اسی ذکر شریف سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

اے عزیز! اللہ جل شانہ کے قلعے میں وہی داخل ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں فنا حاصل کرے۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ: حِصْنُہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِذْ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ الخ

ترجمہ: خداوند تعالیٰ کا قلعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اور جیسا کہ حضور کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے جو بھی اس قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ مگر اس قلعے میں وہی شخص محفوظ ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کو معبود نہ بنایا ہو۔ مگر جس شخص نے اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنائے رکھا ہے وہ شیطان کے میدان میں ہے نہ کہ اللہ جل شانہ کے قلعے میں۔

تصفیہ قلب بھی اسی ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Islam The World Religion

لِکُلِّ شَیءٍ مِصْقَلَۃٌ ، وَ مِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی ہر چیز کو کھرچنے کا ایک آلہ ہوتا ہے اور دل کو کھرچنے کا آلہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

یہ ذکر جماعت کے ساتھ حلقہ بنا کر بلند آواز سے کرنا چاہیے۔ اسکی فضیلت میں کثرت سے احادیث وارد ہیں۔ حصنِ حصین میں فرمایا گیا ہے کہ: اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوا، قَالُوا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ ؟ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ ۔

ترجمہ: جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو ان میں سے چر لیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔

فتح مبین (شرح حصن حصین) میں ہے کہ: اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ ذکر شریف جماعت کے ہمراہ حلقہ بنا کر کرنا مستحب ہے اور فضیلت والی چیز ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے اور ذکر شریف کے حلقے میں جا بیٹھنا بھی مستحب ہے۔ حصنِ حصین میں حدیث قدسی موجود ہے کہ:

یَقُولُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سَیَعْلَمُ اَھْلُ الْجَمْعِ الْیَوْمَ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ الحدیث یعنی اللہ کریم جل شانہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو معلوم ہوگا کہ عزت واکرام کے قابل کون ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ عزت واکرام والے کون ہیں؟ فرمایا: مسجد شریف میں جماعت کے ساتھ مل کر ذکر کرنے والے۔

حصنِ حصین میں دوسری حدیثِ قدسی بھی ہے کہ : یَقُولُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِنْہُ۔

ترجمہ: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں۔

انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ جس وقت کفار کا غلبہ تھا تو قرآن شریف، ذکر

Islam The World Religion

شریف اور تسبیح آہستہ پڑھنے کا حکم تھا۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خِيفَةً یعنی اپنے رب کو عاجزی سے آہستہ پکارو (الاعراف:۲۰۵)۔ دوسری جگہ فرمایا: وَاذْكُرْ رَبَّكَ الآية یعنی اپنے رب کا ذکر کثرت سے کریں اور صبح اور شام اس کی تسبیح کریں (آلِ عمران:۴۱)۔

جب اسلام کا غلبہ ہوا اور کفر مغلوب ہوا تو پھر حکم ہوا: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی یعنی اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے (الاعلیٰ:۱)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ جب میں آہستہ ذکر کرتا ہوں تو دل پریشان ہوتا ہے، ہر شخص کی بات سننے کی طرف دھیان جاتا ہے۔ آپ کریم ﷺ نے فرمایا: اِرْفَعِ الصَّوْتَ بِذِكْرِ مَوْلَاكَ یعنی اپنے مولا کا ذکر بلند آواز سے کر۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے رب کے نام پاک کی تسبیح کر۔

گویا تسبیح سے مراد بلند آواز سے ذکر کرنا ہے۔ اے عزیز! اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرنا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرنے کے لیے ہی مقرر کی گئی ہیں۔ جیسا کہ نماز جو کہ اسلام کا رکن عظیم ہے، اس کے بارے میں ربِ کریم فرماتا ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ یعنی میرے ذکر کی خاطر نماز پڑھ (طٰہٰ:۱۴)۔

لہٰذا ذکر شریف کرنے میں سستی نہ کر۔ جو لوگ ذکر شریف کے تارک ہیں ان کے لیے قرآن شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكاً وَ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى یعنی جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے زندگی تنگ ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے (طٰہٰ:۱۲۴)۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں دیکھنے والا تھا (طٰہٰ:۱۲۵)۔

Islam The World Religion

ذکر شریف کے بارے میں قرآنی احکام اور احادیث شریفہ کثرت سے وارد ہیں مگر ہم نے مختصراً بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے **خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ ، وَ الْعَاقِلُ یَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ** یعنی بہترین کلام وہ ہے جو تھوڑا اور مدلل ہو اور عقل مند کے لیے تو اشارہ کافی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ

واضح ہو کہ تمام باطنی طریقے اصل میں سرورِ کائنات مفخر موجودات ﷺ سے جاری ہوئے ہیں۔ یہ اصل میں دو سلسلے ہیں۔ ایک سلسلۂ عالیہ قادریہ اور دوسرا سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ۔ باقی چشتیہ، سہروردیہ اور دیگر سلاسل طریقت اسی سلسلہ قادریہ کی شاخیں ہیں۔

ان دونوں سلسلوں کے مشائخ کے اسماءِ گرامی حضور کریم ﷺ سے لے کر مربیم **قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَسَ** تک نظم کی صورت میں جمع کیے گئے ہیں۔ پہلے مصرے میں قادری سلسلے کے اسماءِ گرامی لکھے گئے ہیں اور دوسرے مصرعے میں نقشبندی سلسلے کے مشائخ کے اسماءِ گرامی تحریر کیے گئے ہیں۔

ہر دو مصرعہ کے آخر میں حضرت غوثِ اعظم پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے آباء واجداد **قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّھُمُ الْاَقْدَسَ** کے نام لکھ دیے گئے ہیں۔ کیونکہ آپ کو باطنی طریقے کی نسبت اپنے خاندانی بزرگوں کے واسطے سے بھی حاصل ہے۔ اس سلسلے کو بزرگی اور اہلِ بیتِ کرام کے شرف کی وجہ سے سلسلۃ الذہب بھی کہتے ہیں۔

وہ بیت حسبِ ذیل ہیں:

مصطفیٰ مرسل نبی خیر البشر — در جہان گردید زو دین منتشر
مرتضیٰ بصری اسد اللہ حسن — بوبکر و سلمان دگر ثانیٔ حسن
عجمی و داؤد عبد اللہ پیر — قاسم و جعفر دگر موسیٰ منیر
کرخی و سقطی عبد اللہ شاہ — بایزید و ابو الحسن موسیٰ براہ

Islam-The World Religion

شہ جنید وشیخ شبلی داؤد ست — بوعلی و یوسف محمد باہدیٰ ست
بوالفضل ہم بوالفرج یحییٰ عزیز — عجدوانی شاہ عبد اللہ نیز
بو الحسن مخزومی و موسیٰ جنگی — خواجہ عارف شاہ محی الدین سنی
سیدی عبد الوہاب خوش سیر — خواجہ محمود و علی بافیض فر
سید صوفی و احمد با کمال — خواجہ محمد دیگر میر کلال
شاہ مسعود و علی و شاہ میر — ہم بہاء الدین و یعقوب اخیر
شمس الدین بودہ است محمد غوث ہم — ہم عبید اللہ و زاہد با فہم
پیر عبد القادر و عبد الرزاق — خواجہ درویش محمد با وفاق
شاہ حامد و عبد القادر است — خواجہ املنگی وباقی بافر است
شاہ شمس الدین وعبدالقادر است — فیض احمد در عالم ناشر است
شمس الدین و پیرحامد شاہ نیز — سید آدم و سعدی با تمیز
شمس الدین وپیرصالح شاہ دان — خواجہ حاجی جمال اللہ دان
پیر عبد القادر آمد آخرین — پیر اسماعیل بُد حبل المتین
یافتہ ایں دوسلسلہ نور و ضیاء — از سر سادات شہ محمد بقاء
چوں حقیقت سید خیرالانام — شد دگر بارہ بایں عالم خرام
در ولایت خویش رامستورکرد — نورِ چشم محمد بقاء مشہور گرد
اسم او چوں پیر محمد راشد است — بختِ آں کس خوش کہ شمہ مرشد است
نورش از مہ تابماہی منجلی — غوثِ اعظم پیشوائے ہر ولی
سنتِ نبوی را او محی شدہ — محی اذکار و افکار آمدہ
کلمۂ توحید چوں در ابتدا — ہرشقی را کرد تلقین شہ عطا
گشت روشن دل، وارباب کمال — برگزیدہ شد بزدِ ذو الجلال

☆......☆......☆

Islam The World Religion

دوسرا باب:

طریقۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ کے اشغال

جان لے اے طالبِ صادق کہ حضرت مربیم کے طریقۂ عالیہ کے اشغال دو قسم کے ہیں۔ایک اذکار، دوسرے افکار۔

اَذکار کا بیان

اذکار چھ قسم کے ہیں۔

(۱)۔ذکرِ چہار کلمہ

یہ ذکر بلند آواز سے کیا جاتا ہے۔اس ذکر کو تلقین کرنے کی ترتیب اس طرح ہے کہ مرشد مرید پر توجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ اے عزیز! ہر انسان کا قلب بائیں پستان کے نیچے ہوتا ہے۔اس ذکر کو جاری کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز سے پہلے قبلہ رخ التحیات کی حالت میں بیٹھ کر پھر اگر کوئی خوشبودار چیز ہو سکے الائچی وغیرہ منہ میں رکھ کر اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھے اور گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھے۔اس کا ثواب حضرت پیر دستگیر قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الْاَقْدَس کی روح پر فتوح کو بخشے، پھر آنکھیں بند کر کے اپنے مرشد کریم کی صورت دل میں حاضر کر کے ذکر شریف شروع کرے۔

پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے پھر ہزار مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ،لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ،لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ بلند آواز سے پڑھے اور ہر تسبیح یعنی سو بار پورا ہونے کے بعد ایک بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہتا جائے۔پھر ہزار مرتبہ اِلَّا اللّٰـہُ ، اِلَّا اللّٰہُ ، اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور ہر سو بار پورا ہونے کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھے۔پھر ہزار مرتبہ

Islam: The World Religion

اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ پڑھے اور سو بار پورا ہونے پر جل شانہ پڑھے۔ پھر ہزار مرتبہ ھُو ، ھُو ، ھُو پڑھے اور اسی ترتیب سے پورا کرے۔

ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مقام ناسوتی ہے اور ذکر اِلَّا اللّٰہُ کا مقام ملکوتی ہے اور ذکر اَللّٰہُ کا مقام جبروتی ہے اور ذکرِ ھُو کا مقام لاہوتی ہے۔ ذکر کرتے وقت یہ خیال کرے کہ اللہ جل شانہ کے سواء کچھ بھی موجود نہیں۔

ایک دفعہ مسجد شریف میں حضور فیض گنجور حضرت مربیم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الْاَقْدَس کے حضور میں میری حاضری ہوئی۔ آپ سائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ذکر کرتے وقت کچھ معنی کا بھی خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا قبلہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: معنی کی فکر کس طرح کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: لَا اِلٰہَ نہیں ہے کوئی معبود برحق اِلَّا اللّٰہُ مگر حق سبحانہ وتعالیٰ۔ آپ نے فرمایا: یہ معنی بھی ہے مگر فکر اس طرح کرنا چاہیے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ جل شانہ کے سواء کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ فقط اللہ جل شانہ موجود ہے۔

مرشد کریم کے سمجھانے کے بعد ویسا ہی معلوم ہوا۔ اللہ جل شانہ کے فضل اور مرشد کامل ومکمل کی توجہ کی برکت سے اگر طالب کو اس وقت یہ حال نصیب ہو جائے تو اس کی سَیر اِلَی اللّٰہ یہیں مکمل ہو جاتی ہے۔

اس کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ لَا اِلٰہَ میں آنے والا لَا جو کہ نفی کے لیے ہے، یہ لَا بھی نہیں ہے اور اِلٰہَ بھی نہیں ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ مگر اللہ۔ الف اور دونوں لام زائدہ ہیں۔ باقی ھا رہ گئی۔ اس کا اشارہ باری تعالیٰ کی ذاتِ پاک کی طرف ہے۔

ابیات

اسم ذات اولاً ہمیں ھا بود — لام تعریف واختصاص فزود
چون زا شباع کرد فتح لام — باالف شد حروفِ اسم تمام

چیست تخصیص را سبب یعنی — دو جہاں خاصِ اوست او مولیٰ
سر تعریف آں کہ بشتابی — تا کمالِ شناخت دریابی
شرح اشباع فتح آنکہ مدام — شد دریں اسم درج فتحِ تمام
کم کسی از زباں بہ کام رسد — ور رسد زین خجستہ نام رسد
ہر کہ زین اسم بہرہ مند بود — بہرہ او ہمین بسند بود
شرح این نی ز دیو مرد مپرس — از قُلْ هُوَاللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ پرس
بس بود پیش صاحبِ معنی — حَسْبِيَ اللّٰهُ گواہ ایں معنی

شعروں کا ترجمہ: اسمِ ذات اصل میں صرف ''ھا'' تھا۔ اسے معرفہ اور خاص بنانے کے لیے الف لام کا اضافہ کیا گیا۔ اب لام کو پُر کرنے کے لیے لام پر زبر لگایا گیا۔ اس پر کھڑا زبر اس لیے دیا گیا تا کہ زبر اور الف دونوں کے ذریعے ادائیگی آسان ہو، اس طرح اس اسم گرامی کے حروف مکمل ہوئے۔

خاص ہونے کا سبب یہ ہے کہ دونوں جہاں اسی کے ہیں اور وہی سب کا والی ہے اور معرفہ ہونے میں راز یہ ہے کہ تو جلد اسکی کمال درجہ پہچان حاصل کر سکے۔ اسکے لام پر زبر (زبر کو فارسی میں فتح کہتے ہیں) دینے اور اسے پُر کر کے پڑھنے کی تشریح یہ ہے کہ اس اسم میں ہر طرح کی کامیابی اور دائمی فتح موجود ہے۔ تھوڑے ہی لوگ زبان سے کامیابی حاصل کرتے ہیں، اگر کوئی کامیاب ہوتا ہے تو اسی نام کے ذریعے ہوتا ہے۔ جو بھی اس اسم سے واقف ہوا اس کا نصیب مستند ہو گیا۔ اس کی تشریح شیطان آدمی سے مت پوچھ بلکہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ سے پوچھ (یعنی کہہ: وہی اللہ ہے پھر سب کو چھوڑ دے) معنی سمجھنے والے کے سامنے حَسْبِيَ اللّٰهُ کا ارشاد اس معنی پر گواہ ہے۔ (شعروں کا ترجمہ ختم)

ذکر شریف کی ان چار تسبیحات کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ طالب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو روحی لطیفے سے شروع کرے اور سری لطیفے سے گزار کر قلبی لطیفے پر ضرب کرے۔ جب دوسری تسبیح اِلَّا اللّٰهُ پڑھے تو اِلَّا اللّٰه کی فکر سے نفسی لطیفے پر ضرب لگائے۔ جب تیسری

Islam The World Religion

تسبیح اَللّٰہُ پڑھے تو فکر کے ساتھ خفی لطیفے پر ضرب کرے اور جب ھُو پڑھے تو اخفیٰ لطیفے پر ضرب لگائے۔ جب بھی اس ذکر میں مشغول ہو تو ہمیشہ اسی طریقے سے ذکر کرے۔

لطیفہِ روحی کا مقام انسانی بدن میں دائیں پستان کے نیچے ہے۔لطیفہ سری کا مقام دونوں پستانوں کے درمیان ہے۔لطیفہِ قلبی کا مقام بائیں پستان کے نیچے ہے۔ لطیفہِ خفی کا مقام پیشانی میں ہے اور لطیفہِ اخفیٰ کا مقام دماغ میں چوٹی کے نیچے ہے۔اس کی مزید تفصیل ذکرِ لطائف ستہ کے بیان میں آئے گی۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

ذکر کے دوران اگر نفسانی خیالات غلبہ کریں تو مرشدِ کریم کی صورت کو دل میں حاضر کرکے ''یَا فَعَّالُ'' کا لفظ تین بار یا پانچ بار یا سات بار طاق تعداد میں پڑھے تو دل میں سے خیالات اور خطرات نکل جائیں گے۔لیکن اگر پھر بھی خطرات آئیں تو پھر اسی طریقے سے اسمِ ذات کی تکرار کرے حتیٰ کہ دل خطرات سے پاک ہو جائے اور فضول خطرات وخیالات بند ہو جائیں۔

اس طریقے سے بھی اگر مرشد کی صورت کا تصور نہ آئے تو اسی اسم کو اوپر والی ترتیب کے مطابق پڑھے تاکہ صورت کا نقش تصور میں قائم ہو جائے۔اگر اب بھی خطرات بند نہ ہوں تو پھر بھی کوشش جاری رکھے اس لیے کہ حال کے سدھرنے کا دارومدار دل کے سدھرنے پر ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ فِیُ جَسَدِ ابُنِ آدَمَ لَمُضُغَةً اِذَا صَلُحَتُ صَلُحَ الُجَسَدُ کُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتُ فَسَدَ الُجَسَدُ کُلُّهٗ ، اَلا وَهِیَ الُقَلُبُ (بخاری حدیث:۵۲،مسلم حدیث:۴۰۹۴)۔

ترجمہ: بے شک ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا جسم خراب ہوتا ہے، خبردار! وہ لوتھڑا قلب ہے۔

دوسرے مقام پر حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قَلُبُ الُمُؤمِنِ بَیُتُ اللّٰہِ وَ حَجُّهٗ یعنی مومن کا دل اللہ کا گھر ہے اور اس کے حج کی جگہ ہے۔اور آپ علیہ

Islam The World Religion

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قَلْبُ الْمُؤْمِنِ هُوَالْعَرْشُ وَ الصَّدْرُ هُوَ الْكُرْسِىُّ یعنی مومن کا قلب عرش ہے اور اس کا سینہ کرسی ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

سَئَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيلَ اَيْنَ اللّٰهُ ؟ قَالَ: فِىْ قُلُوبِ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی حضور کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کہاں ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اپنے مومن بندوں کے قلب میں ہے۔

آپ ﷺ نے حدیث قدسی ارشاد فرمائی: لَا وَسِعَنِىْ اَرْضٌ وَ لَا سَمَآءٌ وَ لٰكِنْ وَ سِعَنِىْ قَلْبُ عَبْدِى الْمُؤْمِنِ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے زمین اور آسمان نہیں سمو سکتے مگر میرے مومن بندے کے قلب نے مجھے سمو لیا۔

مطلب یہ ہوا کہ سارا دارومدار قلب پر ہے۔ لہٰذا فکر کی ہمت ہمیشہ قلب کی طرف ہونی چاہیے۔ مثلاً اگر کوئی معشوق اپنے عاشق سے کہے کہ میں فلاں کھڑکی سے تمہیں چہرہ دکھاؤں گا تو عاشق بے چارہ اسی کھڑکی پر ٹکٹکی باندھ کر بیٹھا رہے گا۔ بلکہ اگر محبوب اپنا دیدار کرانے میں دیر کر دے تو پھر بھی عاشق بے چارا اپنے دل سے دیدار کی امید ختم نہیں کرے گا اور انتظار کی آنکھیں اس کھڑکی سے نہیں ہٹائے گا جیسا کہ کسی کامل نے فرمایا ہے:

یک چشم غافل زاں ماہ نباشم　　ترسم کہ نگاہے کند آگاہ نباشم

جب یہ ذکر شریف چار ہزار مرتبہ مکمل ہو جائے تو اس کے بعد مراقبہ کر کے قلب کی طرف متوجہ ہو، تا کہ اسم اللہ خود بخود قلب میں جاری ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر بھی کچھ وقت مراقبے میں بیٹھا رہے۔ پھر سوتے جاگتے، چلتے ٹھہرتے، اکیلے اور محفل میں اسی فکر میں مشغول رہے۔

قلبی ذکر جاری ہو جانے کے بعد بعض طالبوں کے پورے جسم میں خود بخود ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ کسی کے پستان کے نیچے اور کسی کے پستان کے اوپر جاری ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ طالب المولیٰ پر ذکر کے دوران دو حالتیں ظاہر ہوتی ہیں کبھی بندش اور کبھی کشادگی۔ یہ دونوں حالتیں اسم قابض اور اسم باسط کے اثر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ

Islam The World Religion

دونوں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پاک نام ہیں۔ایک کا اثر یہ ہے کہ اس سے قبض اور بندش پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کا اثر یہ ہے کہ اس سے بسط اور کشائش پیدا ہوتی ہے۔طالب پر کبھی اسم قابض کا غلبہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے اپنی مراد پر غالب نہیں ہو پاتا اور کبھی اس پر اسم باسط کا غلبہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے اپنی مراد کے حصول پر غالب وحاوی ہو جاتا ہے۔

حق کے طالب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ایک سست ہمت، جو اسم قابض کے غلبہ کی وجہ سے ناامید ہو جاتے ہیں، طلب کرنے میں سست اور کاہل ہوتے ہیں۔دوسرے بلند ہمت جو قبض کی حالت میں بھی اپنی ہمت بلند رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا** (الشرح:۵،۶)۔

ترجمہ: تو بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اس آیت سے دلاسہ پا کر ہمت اور مجاہدے میں مزید کوشش جاری رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ قبض سے نکل کر بسط میں پہنچتے ہیں اور سیر میں مضبوطی سے چلتے رہتے ہیں۔اسی بات کو سمجھانے کے لیے حضرت مریم **قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سِرَّهُ الْاَقْدَس** مثال دیا کرتے تھے کہ جو سوار ہمت والا ہوتا ہے وہ تکلیف اور خطرے کے مقام پر ہمت بڑھا دیتا ہے اور تیز چلنے لگتا ہے۔تیسرے وہ کم فہم طالب ہیں جو بندش اور قبض کی حالت میں یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ کشادگی اور بسط ہماری منزلِ مقصود ہے۔حالانکہ قبض محبوب کی رضا ہے۔اسی لیے قبض کی حالت کو اللہ والے بسط کی نسبت زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔

بیت

میل من سوئے وصالش قصدِ او سوئے فراق
ترکِ کامِ خود گرفتم تا برآید کامِ دوست

ترجمہ: میرا میلان اس کے وصال کی طرف ہے، اس کا ارادہ فراق کی طرف ہے، میں اپنی غرض کو ترک کرتا ہوں تا کہ دوست کی مرضی پوری ہو۔

دوسرے بزرگ فرماتے ہیں:

Islam The World Religion

ہجرے کہ بود مرادِ دلبر　　　از وصل ہزار بار خوش تر

ترجمہ: وہ جدائی جو دلبر کی مراد ہو، وصل سے ہزار بار بہتر ہے۔

حضرت مولانا رومی قدس اللہ سرہ الاقدس فرماتے ہیں:

بیت

عاشقم بر لطف و بر قہرش بَجِد　　　ای عجب من عاشق این ہر دو ضد

ترجمہ: میں اس کے لطف اور اس کے قہر پر شدت سے عاشق ہوں، کیا ہی عجب بات ہے کہ میں ان دو ضدوں پر عاشق ہوں۔

ہر حال میں طالب کو قدم آگے ہی رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے:

بیت

ڈوتھن جیوس ڈور کیچ پراھوں پنداتھئی
پاں پیئس پور وکھ ودھا یئیں وتری

ترجمہ: سسی کو اس کے رشتہ داروں نے کہا مت جا، کیچ بہت دور کا سفر ہے، اس کے جوش میں مزید اضافہ ہوا اور اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔

اے عزیز! طالب کو ہمت درکار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

بیت

جیئں جیئں تپیی ڈینھن تیئں تیئں پانڈی پند مِ
کوا گانجھو نیھن آھی باھنیء بار وچن سان

ترجمہ: جیسے جیسے سورج گرم ہو رہا تھا ایسے ایسے وہ اپنی رفتار تیز کر رہی تھی، کیونکہ بے پرواہ بلوچ کے ساتھ یاری ہے۔

ایضاً

ہمت بلند باید عشاقِ مستِ مے را　　　مردِ خسیس ہمت در عاشقاں نگنجد

Islam The World Religion

ترجمہ: شرابِ عشق کے مست عاشقوں کی ہمت بلند ہونی چاہیے، گھٹیا ہمت والا آدمی عاشقوں میں نہیں سما سکتا۔

طالب کو چاہیے کہ اٹھتے بیٹھے، سوتے جاگتے قلبی ذکر میں مشغول رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَذْکُرُونَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَعَلٰی جُنُوبِہِمْ (آلِ عمران: ۱۹۱)۔

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرتے ہیں، کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔

دوسری جگہ فرمایا: فَاذْکُرُونِی اَذْکُرْکُمْ یعنی میرا ذکر کرو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا (البقرہ: ۱۵۲)۔

انشاء اللہ اسی ہمت اور کوشش سے فیض کا نور حاصل ہوگا اور طالب اپنے مقصود کو پہنچے گا۔ اس ذکر پر ہمیشگی کرے اور اس ذکر سے کبھی غافل نہ رہے۔ اس ذکر کے نتائج حاصل کرنے کے بعد مرشد مکرم سے اجازت حاصل کر کے ذکرِ خفی میں مشغول ہو۔

(۲)۔ذکر خفی

حضرات مشائخ قادریہ کا معمول ہے۔ طالب کو چاہیے کہ ہر پانچ نمازوں کے بعد التحیات کی حالت میں بیٹھے اور دونوں آنکھیں بند کر کے اپنے مرشد کی صورت کو دل میں حاضر کر کے ایک سو مرتبہ دھیمی آواز سے یَا اَللّٰہُ یَا ھُو اس ترتیب سے کہے کہ یا اللہ کو دائیں کندھے سے شروع کرے اور یا ہو کی ضرب قلب پر لگائے۔ اس وقت یہ خیال کرے کہ اللہ جل شانہ کے سواء کچھ بھی موجود نہیں۔ اس کے بعد کچھ دیر قلبی ذکر میں مشغول ہو۔ اس ذکر کے پکنے اور مکمل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ہر کام کرتے وقت قلبی ذکر میں مشغول رہے۔ پھر مرشد کامل سے اجازت حاصل کر کے ذکر پاس انفاس میں مشغول ہو۔

(۳)۔ذکر پاس انفاس

حضرات مشائخ نقشبندیہ کا معمول ہے۔ اسے سانس کا ذکر بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ طالب اپنی زبان کو تالو سے لگالے۔ لب خاموش کرے۔

Islam The World Religion

دونوں آنکھیں بند کرلے اور مرشد کی صورت کو دل میں حاضر کرے۔ پھر جب سانس اندر لے تو اَللّٰہ کی فکر کرے اور جب باہر نکالے تو ھُو کی فکر کرے۔ اس وظیفہ کی تعداد عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار ہے اور فجر کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ ہے۔ اس فقیر کو حضرت مربیم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَسَ نے نمازِ فجر کے بعد ایک سو مرتبہ اور عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ تلقین فرمایا تھا۔

طالب اس ذکر میں ہمیشگی کرے اور ذوق و مٹھاس حاصل کرے اور یہ خیال کرے کی اندر باہر سب اللہ ہی اللہ ہے۔ اس ذکر کی زکوٰۃ اور پکنے کی نشانی یہ ہے کہ طالب کسی بھی وقت اس ذکر سے غافل نہ رہے۔ پھر اپنے مرشد مکمل سے اجازت حاصل کر کے لطائف ستہ کے ذکر میں مشغول ہو۔

(۴)۔ ذکر لطائف ستّہ

واضح ہو کہ انسانی بدن میں چھ لطائف موجود ہیں۔ بعض بزرگوں نے سات بھی بتائے ہیں۔ ہر لطیفے کا رنگ جدا ہے۔ پہلا لطیفہ نفسی ہے۔ اس کا مقام ناف سے دو انگلیاں نیچے ہے۔ یہ آدھے چنے کے برابر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کے نور کا رنگ پیلا ہے۔

دوسرا لطیفہ قلبی ہے۔ جس کا مقام بائیں پستان کے نیچے ہے۔ اس کی مقدار بڑے بیر کے برابر ہے۔ بعض بزرگ اسے مضغہ صنوبری بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سرخ ہے۔ سرخ یاقوت کی طرح۔

تیسرا لطیفہ سرّی ہے۔ اسکا مقام سینے کی بیچ میں ہے۔ اسکے نور کا رنگ سبز ہے۔

چوتھا لطیفہ روحی ہے۔ اس کا مقام دائیں پستان کے نیچے ہے۔ اس کے نور کا رنگ سفید، پھیکے پن کی طرف مائل ہے۔

پانچواں لطیفہ خفی ہے اس کا مقام پیشانی ہے اور اس کا رنگ خاکی ہے۔

چھٹا لطیفہ اخفیٰ ہے۔ اس کا مقام دماغ کی چوٹی ہے۔ اس کے نور کا رنگ کالا ہے۔ اس کی مقدار چھوٹے بیر (میوے) کے برابر ہے۔

Islam The World Religion

ساتواں لطیفہ جسکے دوسرے بزرگ قائل ہیں، اسکا مقام گردن ہے۔ ان لطائف کا رنگ اور مقدار، سلوک کے مراتب مکمل ہونے کے بعد مشاہدے میں آتے ہیں۔ ان چھ لطائف میں مشغول ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب تنہائی میں بیٹھ کر سانس روک کر پہلے لطیفہ نفسی پر اسم مبارک اللہ جل شانہ کی فکر کرے۔ اسکے بعد لطیفہ قلب، اسکے بعد لطیفہ سر، اسکے بعد لطیفہ روح، اس کے بعد لطیفہ خفی، اسکے بعد لطیفہ اخفیٰ پر ترتیب وار سانس بند کر کے اسمِ ذات کی فکر کرے حتیٰ کہ ایک ہی سانس میں اسم مبارک اللہ جل شانہ کا ذکر تمام لطائف میں جاری ہو جائے۔ یہی اس ذکر کے پک جانے کی زکوٰۃ ہے، اسی طریقے سے ذکر میں مشغول رہا کرے۔ اگر زیادہ دیر تک سانس بند رکھ سکے تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے دایاں نتھناں بند کر کے بائیں نتھنے سے سانس خارج کر دے اور اگر ایک سانس میں چھ لطائف پر ذکر جاری نہ کر سکے تو جس لطیفے پر سانس تنگ ہو جائے تو اوپر بیان کی گئی ترتیب کے مطابق دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت سے اپنا دایاں نتھناں بند کر کے بائیں نتھنے سے سانس خارج کر دے۔ کچھ دیر آرام کرے۔ پھر اسی لطیفے سے سانس بند کرے جس پر سانس نکالی تھی۔ اگر یہ ذکر پہلی بار جاری نہ ہو تو دوسری بار کوشش کرے۔ نہیں تو تیسری بار اسی لطیفے پر سانس بند کر کے ذکر کرے۔ اب بھی ذکر جاری نہ ہو تو چوتھی بار سانس بند کرے۔ اب بھی نہیں تو پانچویں بار سانس بند کرے، اب بھی نہیں تو چھٹی بار جاری ہو جائے گا۔ اگر اب بھی جاری نہ ہو تو ساتویں بار بھی اسی لطیفے پر سانس بند کرے۔ اسی طرح اس سے زیادہ بار بھی سانس روکنا پڑے تو روکے حتیٰ کہ اکیس کے عدد تک جانا پڑ جائے تو جائے۔ جس طرح اس ایک لطیفے میں ذکر جاری ہوا اسی طرح باقی لطائف پر بھی سانس روک روک کر اسم اللہ کے ساتھ مشغول رہے۔

زکوٰۃ کے مکمل ہو جانے کے بعد بھی اسی ذکر کی فکر تمام لطائف پر مضبوط رکھے اور سانس بند کیے بغیر بھی اسی اسمِ اللہ کے ساتھ کثرت سے مشغول رہے۔ حتیٰ کہ اس سے کلی نتیجہ حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد مرشد مکمل کی خدمت میں بیٹھ کر اپنے احوال عرض

کرے۔اس کے بعد ذکر سلطانی میں مشغول ہو۔

(۵)۔ذکر سلطانی

اسے سلطان الذکر بھی کہتے ہیں۔اس ذکر سے درج ذیل آیت شریفہ کی حقیقت حاصل ہوتی ہے: وَإِن مِّنۡ شَیۡءٍ إِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ اور ہر چیز اسی کی تسبیح اور حمد کرتی ہے (بنی اسرائیل:۴۴)۔

طالب کو چاہیے کہ تنہائی میں بیٹھ کر سانس بند کر کے اسم مبارک اللہ جل شانہ کو خیال سے لطیفہ نفسی سے اٹھا کر لطیفہ اخفیٰ تک پہنچائے، اس سے بھی اوپر لامکاں تک پہنچائے اور وہاں سے پانی سے بھرے ڈول کی طرح اپنے اوپر انڈیل دے۔اپنے وجود میں اس طرح فکر کرے کہ بال بال میں اسم اللہ جل شانہ کا ذکر جاری ہورہا ہے۔

اس ذکر شریف کے پکنے کی نشانی یہ ہے کہ تمام موجودات خواہ جمادات ہوں یا نباتات سب میں اسم اللہ کا ذکر جاری سنائی دے۔اس ذکر کے مکمل ہو جانے کے بعد اپنے مرشد مکمل کو اپنے احوال بیان کرے اور اجازت حاصل کر کے نفی اثبات کے ذکر میں مشغول ہو۔

(۶)۔ذکر نفی اثبات

یہ ذکر شریف اکابر نقشبندیہ کے معمولات میں سے ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب قبلہ رخ بیٹھ کر زبان کو تالو سے لگا کر، سانس بند کر کے اپنے دل میں فکر کے ساتھ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اس طریقے سے پڑھے کہ لَا کو نفسی لطیفہ سے اٹھا کر سری اور خفی سے گزار کر اخفیٰ پر مکمل کرے۔اِلٰہَ کو اخفیٰ سے شروع کر کے سیدھے کندھے تک پہنچائے۔اِلَّا اللّٰہُ کو سیدھے کندھے سے شروع کر کے روحی اور سری سے گزار کر قلب پر ضرب کرے۔

اس ذکر کی زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ ایک سانس میں اکیس مرتبہ پورا کرے۔اس تعداد سے زیادہ بھی اگر طاقت ہو تو بڑھا سکتا ہے۔حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْاَقْدَسَ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ایسے ایسے طالب بھی ہیں کہ ایک سانس میں پانچ سو

Islam The World Religion

مرتبہ تک پورا کر لیتے ہیں۔لیکن اگر اکیس بار پورا نہ کر سکے اور درمیان میں سانس تنگ ہو جائے تو تین یا پانچ یا سات یعنی طاق عدد کا لحاظ رکھتے ہوئے اکیس تک پہنچنے کی کوشش کرے۔درمیان میں جس بھی طاق عدد پر سانس ٹوٹ جائے تو دونوں نتھنوں سے سانس کو خارج کردے اور خیال سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔اس شغل کے دوران اس معنی کی طرف توجہ دے کہ یہ ذکر آپ کے جسم پر کاٹے کا نشان بنا کر آپ کی نفی کر رہا ہے۔اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ نفی کی لا سارے جسم موہوم کی نفی کر رہی ہے۔جب یہی جسمِ موہوم جو درمیان میں حجاب بنا کھڑا ہے، درمیان سے ہٹ گیا تو اللہ جل شانہ کا اثبات ہوگا۔

جب اس ذکر سے فارغ ہو تو آخر میں کہے : اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اے میرے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے۔ اسے بازگشت کہتے ہیں۔طالب کو چاہیے کہ اس ذکر پر ہمیشگی کرے کیونکہ اس کا مقصود بھی یہی ہے۔حضرت شیخ فریدالدین عطار قُدِّسَ سِرُّهٗ فرماتے ہیں:

بیت

تو مباش اصلاً کمال ایں است وبس   تو زِخود گم شو وصال ایں است وبس
ہر چہ آں نبود فضولے ایں بود   تو درو گم شو حلولے ایں بود

ترجمہ: تو بالکل باقی نہ رہ یہی کمال ہے بس، تو اپنے آپ سے گم ہو جا یہی وصل ہے بس، تو اس میں گم ہو جا حلولیوں کی بجائے یہ بات درست ہے، جو بھی شخص اس میں فنا نہ ہو وہ فضول آدمی ہے۔

اگر کسی طالب کا ذہن کمزور ہو اور یہ مجاہدہ نہ کر سکے تو قادری طریقے کے مطابق اس ذکر میں مشغول ہو۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ لَا اِلٰـهَ کو لطیفۂ قلب سے شروع کرے، لطیفۂ سری سے گزار کر لطیفۂ روحی پر مکمل کرے اور اِلَّا اللّٰهُ کو لطیفۂ روحی سے شروع کر کے لطیفۂ سری سے گزار کر حرفِ ھَا کو قلب کے اوپر ضرب کرے۔اسکی زکوٰۃ بھی نقشبندی طریقے کی زکوٰۃ کے مطابق ہے۔سانس توڑتے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنا اور آخر میں اِلٰهِیْ

اَنْتَ مَقْصُودِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوبِیْ پڑھنا بھی نقشبندی طریقے ہی کی طرح ہے۔

(۷)۔صدائے مطلق

یہ گھنٹی جیسی آواز ہے جو طالب کو دائیں کان میں کسی کوشش کے بغیر سنائی دیتی ہے۔ یہ زُہد اور مجاہدے سے حاصل ہوتی ہے۔ طالب کو اس آواز سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ گویا محبوب کے قافلے کی گھنٹی بج رہی ہے، اسے سننے سے طالب اپنے سیر وسلوک میں جلدی کرتا ہے۔

معلوم ہو کہ اگر یہ آواز دائیں کان میں سنائی دے تو رحمانی ہے اور اگر بائیں کان میں سنائی دے تو شیطانی ہے۔ لہٰذا رحمانی آواز کو رحمان کی طرف سے سمجھے اور اس پر زیادہ توجہ دے اور شیطانی آواز کو شیطان کی طرف سے سمجھے اور اس سے پرہیز کرے۔ **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ**

اذکار کا بیان مکمل ہوا۔ اب افکار اور حضوری کا بیان شروع ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب طالب کو اذکار کے شغل میں کمال حاصل ہو جائے تو اپنے مرشد مکمل کے سامنے اپنے احوال پیش کرے۔ ان سے ان کی مرضی کے مطابق مراقبات، افکار اور حضوریوں میں مشغول ہو۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

تیسرا باب:

اَفکار کا بیان

افکار کو انیس اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے۔

(ا)۔فکر حجر و مدر

طالب کو چاہیے کو خود کو پتھر اور ڈھیلے کی طرح بے اختیار سمجھے۔اپنے کام کاج اور چلنے پھرنے کی نسبت فاعلِ حقیقی کی طرف کرے ایسا سمجھے کہ میں بے جان پتھر کی مثل ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے وجود کو چلا رہا ہے۔جیسا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (النساء:۵۸)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے سپرد کر دو۔یعنی بندوں کے افعال بندوں کے پاس اللہ تعالیٰ جل شانہ کی امانت ہیں،انہیں اس کے حوالے کر دیا جائے۔اس لیے کہ بندوں کے افعال کا خالق بندہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہے۔جیسا کہ قرآن میں اس نے خود فرمایا ہے:وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو(الصّٰفّٰت:۹۶)۔

اس فکر کا مقصد فناءِ فعلی ہے۔اس کے لیے طالب کو چاہیے کہ اپنے دل میں یہ فکر کرے کہ میں پتھروں اور ڈھیلوں کی طرح بے جان ہوں۔جیسے پتھر دوسروں کی طرف سے حرکت ملے بغیر خود حرکت نہیں کر سکتے اسی طرح ہمارا یہ وجود بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دستِ قدرت میں ہے۔جدھر کو چاہتا ہے اس طرف چلاتا ہے اور لے جاتا ہے،ہم خود کچھ بھی نہیں ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کلامِ مقدس میں فرماتا ہے: مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی کوئی جاندار نہیں مگر اس نے اسے چوٹی سے پکڑ رکھا ہے بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے(ھود:۵۶)۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: لَا یَتَحَرَّکُ شَیءٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر حرکت نہیں کرتی۔اسی معنی کے موافق حضرت مریم یہ فارسی کا بیت پڑھا کرتے تھے۔

رشتۂ درگردنم افتد دوست　　　　می برد ہر جا کہ خاطرخواہ اوست

ترجمہ: میری گردن میں دوست نے اپنی رسی ڈالی ہوئی ہے، جہاں اس کی مرضی ہو وہاں لے جاتا ہے۔

اس فکر کے پکنے اور مکمل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ طالب کسی کو دکھ نہ دے اور کوئی اسے دکھ دے تو نہ گھبرائے۔جیسا کہ حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس یہ الفاظ اپنی زبان گوہرفشاں سے فرمایا کرتے تھے:

ایسے مرد بہت ہیں جو کسی کو نہیں ستاتے، مگر ایسا کوئی کوئی ہے جسے کوئی ستائے تو وہ پھر بھی رنجیدہ نہ ہو۔

(۲)۔فکرِ معیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو(الحدید:۴)۔

طالب کو چاہیے کہ عشاء کی نماز کے بعد تہجد کے وقت اکیلا بیٹھ کر اس فکر میں مشغول ہو اور خیال کرے کہ میں جہاں بھی چلا جاؤں اللہ تعالیٰ جل شانہ بغیر کیفیت اور جہت کے میرے ساتھ ہے۔اس فکر کے پکنے کی نشانی یہ ہے کہ ہر حال میں اس فکر میں ہوشیار ہو جائے۔

حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس ایک حکایت بیان فرمایا کرتے تھے کہ:

حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور تین دوسرے آدمی حضرت سید امیر کلال قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔جب ان سب کی یہ فکر مکمل ہوئی تو سید امیر کلال کے حضور میں آئے اور عرض کیا ہم نے یہ فکر پکا لی ہے۔اسی موقع پر کوئی شخص چند تیتر شیخ کی خدمت میں لایا۔شیخ قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ان چاروں

مریدوں کوایک ایک تیتر دے دیااور فرمایا: ایسی جگہ پر جا کر ذبح کرو جہاں کوئی بھی تمہیں نہ دیکھے۔ان میں سے تین افراد نے اپنا اپنا تیتر ذبح کیااور شیخ کی خدمت میں لے آئے۔ باقی شیخ بہاؤالدین قُدِّسَ سِرُّہٗ اپنا تیتر واپس زندہ لے کرآ گئے۔شیخ امیر کلال قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ان سے پوچھا تیتر واپس کیوں لے آئے ہو؟ عرض کیا آپ نے حکم دیا تھا کہ ایسی جگہ پر جا کر ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے۔میں جس جگہ پر بھی گیا خداتعالیٰ دیکھ رہا تھا۔اسی لیے اسے ذبح نہیں کرسکا۔حضرت شیخ قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا: اس فکر کے پکنے کی یہی نشانی ہے۔

ایک حکایت مزید ارشاد فرمائی کہ بغداد میں ایک نیک خاتون رہتی تھی۔ایک آدمی نے اسے بری نیت کے ساتھ اپنی دوکان میں بلایا اور دروازہ بند کر کے خاتون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔وہ خاتون بولی: دیکھ رہا ہے! اس آدمی نے کہا دروازہ بند ہے، بھلا کون دیکھ سکتا ہے؟ اس عورت نے کہا: تم نے قرآن شریف میں نہیں پڑھا:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا (المجادلہ:۷)۔

ترجمہ: جہاں کہیں بھی تین کی سرگوشی ہوتو انکے ساتھ چوتھا اللہ ہوتا ہے، اور پانچ کی میٹنگ ہوتو چھٹا وہ ہوتا ہے، اوراس سے کم ہوں یا زیادہ وہ انکے ساتھ ہوتا ہے خواہ کہیں بھی ہوں۔

جب یہ آیت سنی تو وہ شخص بے ہوش ہوکر گرا۔عورت دروازہ کھول کر گھر کو چلی گئی۔اس آدمی کو ہوش آیا تو مرشد مرشد کرتا ہوا اس عورت کے گھر پہنچ گیا۔اس عورت نے کہا: اے بندے! مجھے رسواء نہ کر۔میں تیرا مرشد نہیں، میں تو خود حضرت سری سقطی قدس سرہ کی مرید ہوں۔تو بھی ان کے پاس جا کر ان سے بیعت کر لے۔وہ شخص حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس طریقت میں مشغول ہوگیا۔

(۳)۔فکر فنافی الصفات

یہ فکر حدیثِ قدسی کے معنی کے مطابق ہے جو مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ : مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْثِ (بخاری شریف:۶۵۰۲)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ میرا بندہ میرے قریب سب سے زیادہ اس چیز کے ذریعے ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں وہ اس سے سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ مجھے کبھی کسی کام کے کرنے میں تردُّد نہیں ہوتا سوائے مومن کی جان نکالنے کے۔ وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا اور اس کے بغیر چارہ بھی نہیں ہوتا۔

اس فکر کا مقصد فنافی الصفات ہونا ہے۔ اصل صفات (ذاتیہ) سات ہیں۔

(۱)۔حیات (۲)۔علم (۳)۔قدرت (۴)۔ارادہ (۵)۔سننا (۶)۔دیکھنا (۷)۔کلام کرنا۔

بندہ ان صفات کو اپنے موہوم علم کی بنا پر اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ اپنے علم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علم میں فنا کردے۔ اس سے مراد یقینِ کامل ہے۔ یہ اس وقت حاصل ہوسکتا ہے جب فنائے قلبی حاصل ہوجائے۔ کیونکہ علم کا محل قلب ہے اور جب یہ فنا ہوگا تو جو کچھ اس کے اندر ہے وہ خود بخود فنا ہوجائے گا۔ اسی کے موافق حضرت مریبم **قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الْاَقْدَسَ** فرمایا کرتے تھے:

Islam The World Religion

Islam The World Religion

بیت

جی دل ہلی تہ کیا کجھ کھسی کیا کجھ کوھی
ذکر روحانی عاشق دا دیرا اٹھئی گھتی جتھاں جسم نہ جانی

ترجمہ: اگر دل اللہ کی یاد میں ضائع ہو جائے تو زبردست کام ہوا۔ اس لیے کہ ذکرِ روحانی عاشق کو وہاں لے جاتا ہے جہاں نہ جسم ہے نہ جان۔

جب بندے کا علم موہوم فنا ہوا تو حق تعالیٰ کا علم اسی وقت غالب ہوا۔ اسی معنی میں حضرت مولانا رومی **قُدِّسَ سِرُّہُ الْاَقْدَسُ** فرماتے ہیں:

بیت

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود   ایں سخن کے باورِ مردم شود

ترجمہ: حق کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جاتا ہے، مگر یہ بات عام آدمی کیسے سمجھ سکتا ہے۔

فنائے قلبی حاصل ہونے سے فنا فی الصفات خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔ اس فکر میں مشغول ہونے کا طریقہ یہ ہے:

طالب کو چاہیے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اس طرح فکر کرے کہ یہ سات صفات جنہیں میں اپنی ملکیت سمجھتا تھا یہ محض میرا وہم ہے، یہ میری ملکیت نہیں ہیں۔ پھر ان صفات میں سے ہر ایک صفت کو اپنے سے نفی کرے۔ انہیں حق تعالیٰ جل شانہ کے حوالے کرے جو ان کا اصل مالک ہے۔ اس فکر میں سخت کوشش کرے تا کہ قوتِ حافظہ اس خیال کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اس فکر کے مکمل ہونے اور پکنے کی نشانی یہ ہے کہ اکیلے ہو یا محفل میں، ہر جگہ ذوق شوق کے ساتھ اس فکر سے مشغول رہنے لگے۔

بیت

اے اخی تو نیستی الاّ خیال   ایں حجابت نیستت الامثال
گر مثال او بتو عریاں شود   ایں جہاں مردہ بتو زندہ بود

ترجمہ: اے میرے بھائی تو کچھ نہیں سوائے ایک خیال کے، یہ تیرا حجاب کچھ نہیں

سوائے مثال کے، اگر تیرے سامنے اس کی مثال واضح ہو جائے تو یہ مردہ جہان تیرے ذریعے سے زندہ ہو جائے۔

اس فکر کے بارے میں مشائخ سے بکثرت حکایات منقول ہیں۔طویل کلام سے بچنے کے لیے صرف ایک حکایت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

حکایت: ایک مرتبہ میاں عبدالرحیم گرہوڑی علیہ الرحمہ کے پاس کسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے علماء نے کتابیں کھول کر رکھی تھیں۔آپ نے فرمایا: اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ یعنی اپنے دل سے فتویٰ پوچھ۔ان میں سے ایک عالم نے کہا: اگر دل زنا کا حکم دے تو پھر؟ آپ نے فرمایا: اندھے ہو گئے ہو، اندھے ہو گئے ہو (دوبار)۔زنا کا حکم قلب نہیں کرتا بلکہ نفس کرتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

(۴)۔فکر فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

قرآن شریف میں ارشاد ہے: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے۔

طالب کو چاہیے کہ دونوں آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں فکر کرے کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ جل شانہ حاضر ہے۔جب یہ فکر دل میں مضبوط ہو جائے تو کھلی آنکھوں سے جہاں بھی نظر اٹھائے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو دیکھے گا۔یہ دیکھنا قلب کا ہوگا آنکھوں کا نہیں۔پہلے جب دل دیکھے گا تو پھر آنکھیں بھی شناخت کر سکیں گی۔

کفار نے حضرت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ اَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا لہٰذا کچھ نہ دیکھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَنْظُرُونَ اِلَيْکَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ یعنی یہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں مگر پہچانتے نہیں (الاعراف:۱۹۸)۔

پھر جب طالب کو ہر جگہ اللہ تعالیٰ جلوہ گر نظر آئے تو اسے چاہیے کہ اس فکر میں بہر حال ہوشیار رہے۔ جب طالب سمجھے کہ یہ فکر پک چکا ہے تو پھر امتحان کی خاطر بازار میں بیٹھ کر اپنے حال کا تجربہ کرے۔ آیا ہر اچھی اور بری چیز میں ایک جیسا ذوق حاصل ہو رہا ہے یا کچھ فرق محسوس ہوتا ہے؟ اگر اچھی اور بری چیز میں فرق سمجھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی اس فکر میں کمال حاصل نہیں ہوا۔ دوبارہ اسی مراقبے میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ اچھی اور بری چیز سے ایک جیسا ذوق حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی وہ مرد ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے (النور: ۳۷)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ يُعْرَفُ عِنْدَ الْمُعَامَلَةِ یعنی مرد کی شناخت خرید وفروخت کے وقت ہوتی ہے۔

جب یہ فکر اس طرح پک جائے کہ اچھا اور برا ایک جیسے نظر آنے لگیں تو اب اس کی زکوٰۃ مکمل ہوگئی۔ کسی بزرگ کا فرمان ہے:

بیت

ہر سو کہ روئے کردم آں دلستاں بدیدم

ہر جا نظر فگندم او را عیاں بدیدم

ترجمہ: جس طرف بھی منہ کرتا ہوں اس دلبر کو دیکھتا ہوں، جہاں نظر ڈالتا ہوں اسے بے حجاب دیکھتا ہوں۔

اس فکر کا مراقبہ کرنے سے سیر آفاقی کا حضور حاصل ہوتا ہے۔

(۵)۔ ہر چہ ہست ہمہ اوست

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنی وہی اول ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے (الحدید: ۳)۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰهِ وَ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي یعنی میں اللہ

Islam The World Religion

کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

طالب کو چاہے کہ اس فکر کے مراقبہ میں کثرت سے مشغول رہے۔ ہر ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے درخت میں آگ دیکھی اور اس آگ سے اَنَا رَبُّکَ کی آواز سنی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِیَ یَا مُوسیٰ إِنِّی أَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ۔

ترجمہ: پھر جب آگ کے پاس آیا تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں تمہارا رب ہوں اپنے جوتے اتار دے (طٰہٰ: ۱۱،۱۲)۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس آواز کا ظہور آگ کی صورت میں تھا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ اَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ نے فرمایا:

رَاَیْتُ رَبِّی فِیْ صُوْرَتِ الْحُمَیْرَآءِ ، وَ رَأَیْتُ رَبِّی فِیْ صُوْرَۃِ اَمْرَدْ ، وَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنی میں نے اپنے رب کو حمیرہ (یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی صورت میں دیکھا۔ میں نے اپنے رب کو لڑکے کی صورت میں دیکھا۔ میں نے جس چیز کو بھی دیکھا اس میں اپنے رب کو دیکھا۔

پھر اگر دیکھنے کے لیے یقین والی آنکھ نصیب ہو جائے تو طالب تمام موجودات میں اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے:

درکون و مکان نیست جز یک نور ظاہر شد آں نور با نواعِ ظہور

ترجمہ: کون و مکان میں ایک نور کے سواء کچھ نہیں، وہ نور کئی قسم کے ظہور سے ظاہر ہوا۔

اے عزیز! حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے: أَحْسِنْ کَمَا أَحْسَنَ اللّٰہُ إِلَیْکَ یعنی احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے (القصص: ۷۷)۔

بعض علماء نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: میں نے خود کو چھپا کر تمہیں ظاہر کیا ہے، اسی طرح تمہیں بھی چاہیے کہ اپنی نفی کرو اور میرا اثبات کرو۔ اسے ولایتِ

کبریٰ کہتے ہیں۔اس کے بارے میں حضرت مربیم قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سِرَّهُ الْاَقْدَسَ نے یہ حکایت بیان فرمائی:

ایک شخص کو کسی بزرگ نے اسی فکر میں مشغول فرمایا۔ایک دن وہ شخص اسی فکر میں مشغول ہوکر اپنے گھر جارہا تھا۔سامنے سے ایک ہاتھی بان اپنے ہاتھی پر سوار ہوکر چلا آ رہا تھا۔ہاتھی والے نے اس شخص کو آواز دی کہ آنے والے ایک طرف ہٹ جا۔یہ شخص جو ہمہ اوست کی فکر میں تھا، راستے سے نہ ہٹا۔اس نے خیال کیا کہ خدا خود ہی خدا کو کیسے تکلیف دے سکتا ہے؟ پھر جب ہاتھی قریب آیا تو اس آدمی کو اٹھا کر پھینک دیا۔وہ شخص اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔حضور! میں اسی فکر میں مشغول ہوکر جارہا تھا تو ہاتھی نے مجھے اٹھا کر پھینکا۔مرشد نے فرمایا اس وقت تم نے کوئی آواز سنی تھی؟ عرض کیا جی قبلہ! ہاتھی والا اس کے اوپر سوار تھا اس نے کہا تھا کہ ایک طرف ہٹ جا۔مرشد نے فرمایا: یہ آواز دینے والا کون تھا؟ کیا تم نے اس کو نہیں پہچانا؟

اے عزیز! حضور سرورِ کائنات مفخر موجودات عَلَیْهِ وَ عَلیٰ آلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ اَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ بھی ہاتھی سوار کی طرح آواز دے رہے ہیں اور قرآن سنا رہے ہیں کہ گناہوں سے دور رہو۔احکامِ شریعت کی تابعداری کرو۔پھر جو شخص یہ آواز سن کر گناہوں سے بچ گیا اسے عذاب سے چھٹکارا مل گیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰیۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰیؕ ۔

ترجمہ: اور جس نے نفس کو خواہشات سے روکا تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے (النازعات: ۴۰،۴۱)۔

دوسری طرف جن لوگوں نے اس آوازِ ہدایت پر کان نہیں دھرے اور حکم کی تابعداری نہیں کی تو ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِکَ یعنی تجھے جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی وجہ سے ہے (النساء: ۷۹)۔

ایسے لوگ دوزخ میں گریں گے اور تکلیف اور ایذاء پائیں گے۔ اسی بات کو سمجھانے کے لیے حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سِرَّهُ الْاَقْدَس فرمایا کرتے تھے۔

بیت

چار جو چیو کری وگ نہ وار یائوں
تڈھں سادیا یوں جڈھن ھا جوڑن جو ھل تھیو

اس مقام پر سیر الی اللہ مکمل ہوئی۔ اب عروج اور سیر فی اللہ کا آغاز ہوا۔ اس سیر کا نزول حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین ﷺ کی کامل محبت، متابعت اور اتباعِ سنت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت مریم اسکے بارے میں ایک حکایت سنایا کرتے تھے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِیْز عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک اوپر سے ایک آگ ظاہر ہوئی۔ اس آگ میں سے آواز آئی: اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ یعنی میں تمہارا رب جلیل ہوں۔ آپ نے جب یہ آواز سنی تو دل میں خیال آیا کہ شاید یہ آواز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ پھر دوبارہ اسی آگ میں سے آواز آئی کہ آپ نے بہت عبادت کی ہے اب ہم نے آپ کو نماز معاف کر دی ہے۔

آپ نے فکر کیا کہ نماز تو فرض ہے۔ سرورِ کائنات مفخر موجودات ﷺ کو معاف نہیں ہوئی، ہمیں کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ پھر آپ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پڑھا تو یکدم وہ آگ ختم ہو گئی۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان اتنے اکمل اولیاء کو بھی فریب دینے کی کوشش کرتا ہے مگر اس وقت حضور کریم ﷺ کی محبت اور متابعت ہادی و رہبر ہوتی ہے۔

(۶)۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰاتِ

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ کَمِشْکٰوةٍ فِیهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِی زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبٰرَکَةٍ زَیْتُونَةٍ لَا شَرْقِیَّةٍ وَلَا غَرْبِیَّةٍ یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ یَشَاءُ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ

Islam The World Religion

الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو وہ چراغ شیشہ کے فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے وہ چراغ برکت والے درخت زیتون کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان میں ہے قریب ہے کہ اسکا تیل خود ہی روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور ہے نور پر۔ اللہ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (النور: ۳۵)۔

طالب کو چاہیے کہ اس فکر میں اس طرح مشغول ہو کہ اللہ تعالیٰ خود بخود ظاہر ہے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ جس طرح روایت کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے پوچھا اے باری تعالیٰ! آپ نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا:

كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔

گر عشق محمد بمیاں کنز نیفتاد　　　ایں ہر دو جہاں را خلعت کے بود نہاد
لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رَبُوبِیَّتْ کے بد　　　اظہارِ ربوبیت وعبودیت کے بد

ترجمہ: اگر محمد کریم ﷺ کا عشق خزانے میں نہ پایا جاتا تو ان دو جہانوں کی پوشاک کیسے ظاہر ہوتی، لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رَبُوبِیَّتْ کیسے ہوتا، ربوبیت اور عبودیت کا اظہار کیسے ہوتا۔

اے عزیز! جب کنزِ مخفی میں محبت ابھری تو بے کنار سمندرِ وحدت میں جوش آیا اور زوردار لہریں اٹھیں اور ان کی چھل سمندر سے باہر کنارے پر جا پڑی۔ پھر ہر قطرہ میں جو کسی نہ کسی صفت سے متصف تھا، اس کا مظہر بن گیا۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے:

بیت

ایں جہاں نیست جز یکے معبود　　　کرد از صد ہزار شکل نمود

Islam The World Religion

ترجمہ: یہ جہاں ایک معبود کے سواء کچھ نہیں، صد ہزار شکلوں میں ظہور کیا ہے۔

دوسرے بزرگ فرماتے ہیں:

زِ دریا موجِ گوناں گوں برآمد زِ بے چونی بزنگ چوں برآمد

ترجمہ: دریا سے طرح طرح کی موجیں برآمد ہوئیں، بے چونی سے چونی کے رنگ میں ظاہر ہوا۔

انہی قطروں سے بعض جمیع صفات کے لباس سے مشرف ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** (التین: ۴)۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو اچھی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔

ان میں سے بعض قطروں نے حیوانات کا جسم اختیار کیا، بعض نے نباتات کا اور بعض نے جمادات کا روپ دھارا۔ ہر قطرے نے جس صفت میں ظہور اختیار کیا اسی صفت کے نام سے موسوم ہوا۔ انسانی لباس میں ظاہر ہونے والوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان میں سے ایک گروہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام کا ہوا جو قرآن شریف کے عطا ہونے کی برکت سے خبردار ہوئے اور صدقِ دل سے اور جمالِ خداوندی کی شفقت سے قرآن کے تابعدار ہوئے۔ اپنی اصل کی طرف پلٹے اور پہچان لیا کہ ہمہ اوست یعنی وہ ہی وہ ہے اور فرماں برداری کے سبب وصل کی جنت میں پہنچے اور اس درجے کا شرف حاصل کیا کہ: **إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ** (التین: ٦)۔

ترجمہ: مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، تو ان کے لیے بے حد اجر ہے۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو انبیاء، اولیاء بھی نہ ہوئے اور ان کی پیروی سے بھی انکار کر دیا اور کافر و منکر بن گئے اور اپنی اصل سے دور ہو گئے اور فراق کی دوزخ میں گر گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ** (التین: ۵)۔

ترجمہ: پھر ہم اسے پھیر لائے سب نیچوں سے زیادہ نیچے۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ، أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ یعنی تو اب

Islam The World Religion

کون سی چیز ہے جو تمہیں قیامت کے دن کا انکار کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ کیا اللہ حاکموں کا حاکم نہیں ہے؟ (التین: ۷،۸)۔

اس حضور اور فکر کے مکمل ہونے اور پکنے کی نشانی یہ ہے کہ جلالی صفات میں اسمائے جلالیہ کا ذوق حاصل کرے اور جمالی صفات میں اسمائے جمالیہ کا ذوق پائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَآءَ کَمَا ھِیَ یعنی اے اللہ! ہمیں تمام چیزیں اسی طرح دکھا جس طرح وہ ہیں۔

(۷)۔ فکر اِنَّ اللّٰہَ یَحُولُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ (الانفال: ۲۴)۔

ترجمہ: اور جان لو کہ اللہ حائل ہوجاتا ہے بندے اور اس کے قلب کے درمیان۔

اس مراقبے کی فکر اس طرح کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور میں بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سامنے موجود ہوں۔

(۸)۔ فکر کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ، وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (الرحمٰن: ۲۶،۲۷)۔

ترجمہ: جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی تیرے رب کا وَجْہٗ ہوگا جو جلال اور بزرگی والا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ اپنے خیالات کو مَاسِوَی اللّٰہِ سے آزاد کرے اور اس طرح سمجھے کہ اس کے سواء کچھ بھی موجود نہیں ہے۔

دوسری چیزوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی رات کو کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے لکڑی کا ایک ستون دیکھا جسے چور سمجھ کر اس سے ڈرنے لگا اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب قریب گیا تو پہچان لیا کہ یہ تو ستون ہے۔ اسی طرح ہمارا وہم بھی باطل اور

بے جا ہے، دراصل حق سبحانہ وتعالیٰ کے سواء کسی چیز کا وجود نہیں اور نہ ہی کوئی چیز حقیقت میں موجود ہے۔ لَا اِلٰہَ میں لَا نفی جنس کا بھی اسی وہم کی نفی کرتا ہے۔

حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَسَ فرمایا کرتے تھے:

بیت

لا موڈان ناہ ،لالا ہیندی کنھن کی

یعنی لا بذاتِ خود بھی نہیں ہے تو پھر یہ کس چیز کی نفی کرے گی۔

مگر صفاتِ جلالیہ اور صفاتِ جمالیہ میں فرق کرنا ضروری ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ صفتِ ہادی ہو یا صفتِ مضل، جلالی ہو یا جمالی، یہ سب صفاتِ الٰہیہ ہیں۔ ہر امر صفتِ جمال یعنی ہادی کا مظہر ہے۔ اور ہر نہی صفتِ جلال یعنی مضل کا مظہر ہے۔ طالب کو چاہیے کہ مظہر صفتِ ہادی میں اسم ہادی کا ذوق حاصل کرے اور صفتِ مضل میں اسم مضل کا ذوق پائے۔ اب بس کرتا ہوں کہ سمجھ دار کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ وقت کے میدان کا دامن تنگ ہے۔ کہا گیا ہے اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

(۹)۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کی فکر میں

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے جو بلند ہے عظمت والا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ عشاء کی نماز اور تہجد کے بعد اس کلمہ کی فکر کا مراقبہ کرے۔ اور یہ سمجھے کہ سب طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے ہے۔ جیسے ہی چلنا پھرنا فنا ہوا ہر چیز فنا ہوگئی۔ جب ہر چیز فنا ہوگئی تو باقی حق تعالیٰ جل شانہ رہ گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (القصص:۸۸) یعنی ہر چیز فانی ہے سوائے اس کے وجہ مبارک کے۔

Islam The World Religion

اس فناء کے حاصل ہو جانے کے بعد طالب یہ آواز سنے گا کہ: لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ آج بادشاہی کس کی ہے؟ پھر خود اپنے ہی اندر سے جواب آئے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ بادشاہی ایک اللہ کی ہے جو واحد ہے خوب غالب ہے (المومن: ۱۶)۔

پھر طالب کو چاہیے کہ ہر حال میں اس فکر کے ساتھ خبردار اور ہوشیار رہے اور کبھی بھی اس فکر سے غافل نہ رہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: اَلْمَرْءُ یُعْرَفُ عِنْدَ الْمُعَامَلَۃِ یعنی آدمی معاملے کے وقت پہچانا جاتا ہے۔ اسکے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ:

منکر ویل نکیر جی، کیو میھر میھر مر کی

ترجمہ: جب منکر نکیر سوال کرنے آئے تو سوہنی میھر میھر پوچھنے لگی اور ہنسنے لگی۔

اسی طرح طالب کو چاہیے کہ ہر حال میں حق تعالیٰ کو ہی دیکھے اور غیر کو اپنی نگاہ میں نہ لائے۔ جس طرح ایک شخص نے کسی درویش کے منہ پر تھپڑ مارا وہ درویش اسی آدمی کے ہاتھ کو پکڑ کر ملنے لگا اور کہنے لگا شاید میرے محبوب کے ہاتھ کو درد ہوا ہو۔

اب طالب کو سیر فی اللہ حاصل ہوئی۔ قیامتِ کبریٰ بھی اسی وقت سمجھنے میں آتی ہے۔ مگر یہ سیر فی اللہ جو کہ ابھی جاری و ساری ہے اس میں مہارت کا دارومدار جمال اور جلال کے علم پر ہے۔ یہی ہاتھ جو بلاتا ہے اور یہی ہاتھ ہے جو مارتا ہے۔ یہی زبان ہے جو لبیک کہتی ہے اور یہی زبان ہے جو لعنت بھیجتی ہے۔ یہ سب اللہ جل شانہ کی طرف سے جمال اور جلال کا مظاہر ہیں۔

اگر کوئی شخص پیار محبت سے پیش آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، یوں سمجھے کہ یہ شخص اسی کی طرف سے شفقت ہے اور اگر کوئی شخص تلخی سے پیش آئے تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا، یوں سمجھے کہ یہ شخص بھی اسی کی طرف سے ڈانٹ ہے۔ آں جا کہ کس است یک حرف بس است۔

بیت

دانشاں رامی ستاند جاں زِجاں — نی زراہِ دفتر و نے از زباں

Islam The World Religion

(۱۰)۔فکر وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آلِ عمران:۲۶)۔

ترجمہ: کہیے اے اللہ ملک کے مالک تو ملک دیتا ہے جسے چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔

طالب کو چاہیے کہ اس مراقبے کی فکر میں اس طرح مشغول ہو کہ جیسے عرشِ عظیم کی چوٹی سے لیکر تَحْتَ الثَّرٰی تک کا مالک حَقْ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ ہے۔ جیسے انسان کی روح تمام اعضاء کی بادشاہ ہے جو اپنے اختیار سے جس عضو کو چاہے نیچے کرے اور جس عضو کو چاہے اوپر کرے۔ اسی طرح حق سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی کی طاقت اور قدرت ہے، وہ کسی کو بلند کرتا ہے اور کسی کو نیچے کر دیتا ہے۔ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ یعنی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ جس طرح روح تمام اعضاء کی بادشاہ ہے، تمام اعضاء کی حیات اور بقاء اسکے کنٹرول میں ہے اور تمام اعضاء اسکے حکم کے پابند ہیں۔ اسی طرح دونوں جہانوں کی بقاء اور نظام اس ''حی وقیوم'' تعالیٰ جل شانہ کے ہاتھ میں ہیں۔ کائنات کے تمام افراد اُسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔

یہیں سے معلوم ہوا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آتا ہے: اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَ اَنَا سِرُّہٗ یعنی انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ (الانفال:۲۴)۔

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ یعنی ہم اس کے زیادہ قریب ہیں تم سے، مگر تم دیکھتے نہیں (الواقعہ:۸۵)۔

Islam The World Religion

اللہ تعالیٰ نے تمام تر مخلوقات پر انسان کو فضیلت دی ہے اور تمام موجودات کو انسان کے لیے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو اپنا جامع الصفات بنا کر اسے اپنے دیکھنے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰةُ الرَّحْمٰنِ انسان اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ: خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے۔

اے بھائی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس اعلیٰ شرف سے مشرف فرمایا ہے اور تم اپنی نا سمجھی اور کم علمی کی وجہ سے فرق کو بیچ میں لا کر دخل اندازی کر رہے ہو اور صفات کو موصوف کا غیر سمجھ کر موصوف کو بھلا دیا ہے۔

انصاف کر! جزو کو غیر سمجھ کر اسے لے لیا ہے اور اصل کو چھوڑ رکھا ہے۔ اگر اپنی سمجھ کو سالم رکھو تو جلال و جمال کی ہر صفت کو اس کے موصوف کی طرف سے دیکھو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ یعنی جدھر بھی پھرو اللہ کا وَجْهُ ادھر ہی ہے (البقرہ: ۱۱۵)۔

ہر سو کہ روئے کردم آں دلستاں بدیدم ہر جا نظر فگندم او را عیاں بدیدم

حضرت مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الْاَقْدَس سے یہ رباعی سنی تھی:

اگر بت گر ز بت آ گاہ بودے کجا در دینِ خود گمراہ بودے
اگر دانست بتگر کیں بتِ کیست بدانستے کہ دیں در بت پرستی ست

کسی دوسرے بزرگ نے فرمایا:

ہر سو چشم بکشادیم جمالِ یار می بینم

ترجمہ: ہر طرف آنکھ کھول کر دیکھا ہے، یار کا جمال ہی نظر آیا ہے۔

جو کچھ فہم قاصر میں آتا ہے اس کا بیان بہت طویل ہے، مگر وقت کی تنگی کے پیشِ نظر اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

Islam The World Religion

(۱۱)۔فکر اسمائے حسنیٰ

یہ فکر حضرت باری تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے معانی کے بارے میں ہے۔
اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مکانِ جبروت میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ ذاتی ''اَللّٰہ'' ہے۔اسی طرح مکانِ ملکوتی اور ناسوتی میں بھی اسے اسمِ ذاتی ہی کہتے ہیں۔مگر مکانِ لاہوتی میں اسمِ ذات ''ھُو'' ہے۔باقی سب نام صفاتی ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ ہر اسم کے مظہر کو پہچانے۔جیسے رحیم ،قہار، معطی اور مانع ہیں۔ان اسماء کے معانی حضرت مربیم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس کی کتاب شرح الاسماء الحسنٰی میں دیکھنا چاہییں اوران کے بیان سے مستفید ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفت ہے وہ کسی نہ کسی اسم کی مظہر ہے۔طالب کو چاہیے کہ صفتِ ہدایت کا مظہر اسمِ ھَادِیُ کو سمجھے اور صفتِ ضلالت کا مظہر اسم مُضِلّ کو سمجھے۔تنہائی میں بیٹھ کر ہر ایک کا ذوق حاصل کرے۔مثلاً ہدایت میں اسم ہادی کا ذوق چکھے اور ضلالت میں اسمِ مضل کا ذوق چکھے۔اس حقیقت کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ مثلاً ہر آدمی کی دو حالتیں ہیں، ایک رحم والی دوسری قہر والی۔دونوں ایک دوسرے کی ضد اور مخالف ہیں۔مگر ایک ہی وجود میں جمع ہو چکی ہیں۔یہ دونوں صفتیں جدا جدا ہیں اور آپس میں بڑا فرق رکھتی ہیں مگر جائے وحدت میں ایک ہو چکی ہیں۔جب طالب مراقبے میں اس فکر اور حضوری سے فیضیاب ہوگا تو اسے یہ حال نصیب ہوگا جیسے شیر اور بکری اکٹھے چر رہے ہوں، مگر شرعی حدود کو ان کے حال پر برقرار رکھے گا اور مراتب کی نگہبانی کو نہیں چھوڑے گا۔

(۱۲)۔فکر فنافی الشیخ

طالب کو چاہیے کہ اپنے مرشد کے بارے میں ایسا اعتقاد رکھے کہ تمام بزرگ میرے مرشد کے سامنے طالبِ علم ہیں اور سب اسی سے فیض حاصل کرتے ہیں۔حضرت مربیم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سِرَّہُ الْاَقْدَس فرماتے ہیں کہ: مرید اپنے مرشد کو جس مرتبے پر

Islam The World Religion

سمجھے گا خود بھی اسی مرتبے پر پہنچے گا۔

جب طالب کو یہ اعتقاد کمال درجہ حاصل ہو جائے تو اس کے وجود میں فنا فی الشیخ کی فکر ظاہر ہوتی ہے کہ میں نہیں ہوں، جو کچھ بھی ہے میرا مرشد ہے، یہ حال اس وقت درجہ کمال کو پہنچتا ہے جب اپنی عقل اور علم کو ہر حال میں اپنے مرشد کے علم میں فنا کر دے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اَلْمُرِیْدُ کَالْمَیِّتِ یعنی مرید میت کی طرح ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

اگر شہ روز را گوید شب است ایں بباید گفت اینک ماہ و پرویں

تب جا کر ہر علم اور دانائی اپنے مرشد کی مرضی کے موافق ہوگی۔ مرشد کو ان سب چیزوں کا خزانہ سمجھے اور جہاں سے بھی فیض حاصل ہو اسے اپنے ہی مرشد کی طرف سے سمجھے۔ ایسا علم جو مرشد کے مخالف ہو، اسے جہالت اور نادانی سمجھے۔ اس کے بارے میں حضرت مربیم کی زبان دُر فشاں سے ایک حکایت سنی تھی:

حکایت: ایک چور نے کسی بادشاہ کے شہر میں چوری کی۔ صبح کو بادشاہ شکار کے لیے سوار ہو کر شہر سے باہر آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جسے شکار نظر آئے وہ اکیلا شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑائے۔ اتفاقاً بادشاہ کی نظر اس چور پر پڑی۔ اس نے سمجھا کہ ہرن ہے۔ اسکے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا۔ چور نے سمجھا کہ مال کا مالک میرے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ گھوڑے کے آگے بھاگ نہ سکا تو مال کو کسی پوشیدہ جگہ پر چھپا کر خود ایک درخت کے پیچھے وضو کے بغیر ہی نفل پڑھنے لگا۔ بادشاہ جب قریب آیا تو دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے سوچا یہ ضرور کوئی اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ولی ہے جو اس جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ گھوڑے سے اتر کر گھوڑا باندھ کر چور کے پہلو میں التحیات کی حالت میں بیٹھ گیا۔ چور نے نفلوں کو خوب لمبا کیا۔ کافی دیر کے بعد اس نے بھینگی آنکھ سے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ مال کا مالک نہیں ہے بلکہ کوئی دوسرا آدمی ہے جو عقیدت سے بیٹھا ہے۔ چور نے نفل مکمل کیے اور دعا مانگی۔ بادشاہ نے قدم بوسی کرنا چاہی تو اس نے اشارے سے کہا کہ ہٹ کر بیٹھ۔ پھر اٹھا

Islam The World Religion

اور پاؤں سے بادشاہ کے اردگرد لکیر کھینچی اور اس لکیر کے اندر بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ خود چوری کا سامان اٹھا کر بادشاہ کے گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگ گیا۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ کا بیٹا اور وزیر بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے بادشاہ چلیں اپنی حکومت سنبھالیں۔ اس نے کہا مجھے میرا مرشد یہاں بٹھا کر گیا ہے اس کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھوں گا۔

آخر کار سب واپس چلے گئے۔ جب کچھ دن گزر گئے تو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ کو حکم دیا کہ جا کر بادشاہ کو تلقین کریں تا کہ وہ فیض یاب ہو۔ تو حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ نے اسے تلقین فرمائی اور وہ فیضیاب ہو گیا۔ پھر حکم فرمایا کہ تم اپنے مطلب کو پہنچ گئے، اب گھر جاؤ۔ کہنے لگا میں اپنے مرشد کے حکم کے بغیر یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ آپ نے فرمایا تمہارے مرشد کا تو یہ حال ہے کہ وہ ایک چور تھا۔ کہنے لگا میں سمجھ رہا ہوں کہ بڑا ہی چور تھا مگر سائیں آپ اس سے پہلے میرے پاس تشریف کیوں نہ لائے؟ جب میرا مرشد مجھے اس جگہ پر بٹھا گیا اور ان کے حکم کے مطابق میں یہاں بیٹھ گیا تو تب جا کر مجھے جناب سے فیض حاصل ہوا ہے۔ تو اب میں اپنے مرشد سے بد اعتقاد کیوں بنوں۔ جس کی برکت سے میں اس درجے پر پہنچا ہوں۔ اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور پھر تینوں یار (حضرت سیدنا عثمان غنی، سیدنا عمر فاروق، سیدنا ابو بکر صدیق) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی طرح بار باری بادشاہ کے پاس تشریف لائے اور اسی طرح اسے سمجھایا مگر بادشاہ نے بالکل پہلے کی طرح جواب دیا۔ پھر حق تعالیٰ سبحانہ نے حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو حکم دیا کہ جا کر اس چور پر توجہ کریں، تو حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چور پر توجہ فرمائی تو وہ صاحبِ فَیض بن گیا۔ پھر وہ چور بادشاہ کے پاس آیا اور اسے کہا کہ تمہارا جو مقصد تھا وہ پورا ہوا۔ اب تم اپنے گھر جا سکتے ہو۔ پھر بادشاہ اس کے حکم سے اپنے گھر پہنچا۔

اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں مکر دکھاتا ہے تو ازلی فیصلوں کی وجہ سے وہ بھی فیض سے خالی نہیں رہتا۔ جیسا کہ مریم قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہٗ

الۡاَقۡدَس کی زبان گوہرفشاں سے سنا ہے، آپ فرمایا کرتے تھے:

باندی کرے گیگھ سائیں کرے سیگھ

یعنی باندی جب مکر کرتی ہے تو اس کا مالک اس کے کام میں جلدی کرتا ہے۔

اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مرید کا اعتقاد کامل ہو تو مرشد کو بھی مرید سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جب یہ فکر کمال کو پہنچتا ہے تو دل کے اندر فیض حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ فکر پک جائے تو مرشد سے اجازت حاصل کر کے فنا فی الرسول کی فکر میں مشغول ہو۔

(۱۳)۔ فکر فناء فی الرسول

طالب کو چاہیے کہ اس فکر کے دوران یہی سمجھے کہ میں نہیں ہوں اور جو کچھ ہے سرورِ کائنات مفخر موجودات عَلَيۡهِ وَ عَلیٰ آلِهٖ اَفۡضَلُ الصَّلوٰاتِ وَ اَکۡمَلُ التَّحِيَّاتِ کے نور سے ہے۔ اس فکر کا کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب حضور کریم ﷺ کی ظاہری و باطنی، قولی و فعلی متابعت کامل طور پر نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ يُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱)۔

ترجمہ: (اے محبوب) فرمادو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

پھر جو بھی حضور کریم ﷺ کی متابعت کرے گا وہ حق تعالیٰ سبحانہ کا محبوب بن جائے گا۔ اسکے بارے میں حضرت مریہم قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سِرَّهُ الۡاَقۡدَس سے انکی زبان گوہرفشاں سے ایک مثال سنی تھی، آپ نے فرمایا کہ: جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہو جاتا ہے تو پھر اگر کسی کی ناک بھی اسکے محبوب کی ناک جیسی نظر آئے تو وہ اسے دیکھتا رہ جاتا ہے۔ اسی طرح آں سرورِ کائنات مفخر موجودات عَلَيۡهِ وَ عَلیٰ آلِهٖ اَفۡضَلُ الصَّلوٰاتِ وَ اَکۡمَلُ التَّحِيَّاتِ محبوب ہیں رب العالمین جل شانہ کے۔ اور چونکہ ولایت بھی رسالت اور نبوت کی نیابت ہے لہٰذا اسکا حصول نبوت کے واسطہ کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر جو شخص جس

قدر متابعت میں قدم محکم رکھے گا تو اسی قدر حق سبحانہ وتعالیٰ اسے اپنا دوست رکھے گا اور اگر کوئی شخص پوری طرح حضور کریم ﷺ کی قولی، فعلی، ظاہری اور باطنی متابعت اختیار کرے گا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کی طرح پیارا لگے گا۔

اسی لیے حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ: عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اسی لیے اس آیت شریفہ میں حکم ہوا کہ: لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے (البقرہ: ۲۸۵)۔

اے طالب! جب تم نے اس فکر کو کمال کے ساتھ سمجھ لیا اور پورا کر لیا تو پھر اپنے مرشد سے اجازت حاصل کر کے فنا فی اللہ کی فکر میں مشغول ہو جا۔

(۱۴)۔ فکر فنا فی اللہ

واضح ہو کہ یہ حال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اپنی مرضی کے خلاف یعنی اپنی ناپسندیدہ بات اپنی پسندیدہ بات سے زیادہ اچھی لگے کیونکہ نامرادی یعنی ناپسندیدہ بات اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارادہ ہے اور مراد یعنی اپنی پسند کی بات نفس کا ارادہ ہے۔ اسی کے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ:

نامرادی جی نجھری پیھی پچ اللہ
چٹو ربانی راہ پر مرادن کھٹی مخفی کیو

ترجمہ: اگر طالب نامراد ہونے سے نہ ڈرے تو پھر اللہ سامنے ہے، سفید ربانی راستہ ہے جسے مرادوں کی وجہ سے چھپا دیا گیا ہے۔

پھر چاہیے کہ طالب اپنے باطن میں اس وجود کے وہم کی نفی کرے اور اللہ جل شانہ کا اثبات کرے اور یقین کر لے کہ جو بھی موجود ہے اسی کی طرف سے ہے۔ اس فکر کو اس وقت پکا سمجھ جب تمہاری رضا، اللہ کی قضا کے موافق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے راضی ہوا

اور وہ اس سے راضی ہوئے (البینہ:۸)۔

جب اس فکر میں کمال حاصل کر لے تو پھر مجلسِ نبوی کی فکر میں مشغول ہو۔

(۱۵)۔ چار یار سمیت مجلسِ نبوی

جاننا چاہیے کہ انسانِ کامل اُمُّ الْکِتَاب ہے اور دونوں جہان کتابِ مبین ہیں۔ جو کچھ کتابِ مبین میں ہے اس کی سیر ام الکتاب میں کی جاسکتی ہے۔

تو پھر سب سے پہلے مجلس نبوی بمع چار یار اس طرح حاصل کرے کہ اخفیٰ میں نورِ حضور کریم ﷺ کا تصور کرے، اور لطیفۂ خفی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، لطیفۂ سری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، لطیفۂ روحی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے اور لطیفۂ قلبی میں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہٗ وَ وُجُوْہَ آلِہِ الْکِرَامِ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نور کا تصور کرے۔

اس مجلس کی فکر کے مکمل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں کو ایک ہی مجلس میں حاضر جانے اور قلب کی فکر سے ان کی حضوری کا ذوق حاصل کرے۔ اس کے بعد پنج تن کی مجلس کی فکر میں بیٹھے۔

(۱۶)۔ فکر مجلس پنج تن پاک

اس مجلس کی فکر اس طرح ہے کہ لطیفۂ اخفیٰ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کا تصور۔ لطیفۂ خفی میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نور کا تصور کرے، لطیفۂ سری میں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہٗ وَ وُجُوْہَ آلِہِ الْکِرَامِ کے نور کا تصور کرے، لطیفۂ روحی میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور کا تصور کرے اور لطیفۂ قلبی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے۔ یہ فکر اس وقت کامل ہوتا ہے جب ان پانچوں ہستیوں کا نور بیک وقت روشن نظر آئے۔ اس کے بعد انبیاء اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی فکر میں خلوت اختیار کرے۔

Islam: The World Religion

(۱۷)۔فکرمجلس انبیاء اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام

اس فکر کا طریقہ یہ ہے کہ طالب اس طرح تصور کرے کہ لطیفۂ نفسی حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے قدم کے نیچے ہے۔آپ کا علم صفتِ خلق اور رزق کے ساتھ موصوف ہے۔اور آپ کے نور کا رنگ پیلا ہے۔لطیفۂ قلبی حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے قدم کے نیچے ہے، آپ کا علم صفتِ بصر یعنی دیکھنے کی صفت سے موصوف ہے۔ آپ کے نور کا رنگ سرخ یاقوت جیسا ہے۔لطیفۂ سری حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے قدم کے نیچے ہے، آپ کا علم شئونات[۱] سے متعلق ہے، آپ کے نور کا رنگ سبز ہے۔

لطیفۂ روحی حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے قدم کے نیچے ہے، آپ کا علم صفتِ سمع یعنی سننے سے متعلق ہے، آپ کے نور کا رنگ ہلکا پیلا ہے۔

لطیفۂ خفی حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے قدم کے نیچے ہے، اور آپ کا علم سلبی ہے[۲] اور آپ کے نور کا رنگ خاکستری ہے۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق صفات کو صفاتِ ثابتہ کہا جاتا ہے جیسے حی اور رزاق وغیرہ۔ان صفاتِ ثابتہ کی دو قسمیں ہیں۔صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ۔صفاتِ ذاتیہ وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ازل سے متصف ہے۔صفاتِ ذاتیہ سات ہیں۔سمیع، بصیر، علیم، مرید، قدیر، حی، کلیم۔صفاتِ فعلیہ وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے یعنی جب وہ چاہتا ہے اسکی وہ صفت ظاہر ہوتی ہے مثلاً خالق یعنی جب اس نے چاہا تو مخلوق کو پیدا کر دیا ورنہ نہیں۔رزاق یعنی جب وہ چاہے رزق دیتا ہے ورنہ نہیں۔اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے سب سے پہلے صفاتِ فعلیہ کو سمجھنا پڑتا ہے، اسکے بعد صفاتِ ذاتیہ کو سمجھنا پڑتا ہے اور اسکے بعد شئونات کو سمجھنا پڑتا ہے۔ شان کی جمع شئون ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسی سے مانگتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، ہر لمحہ اسکی نئی شان ہے (الرحمٰن : ۲۹)۔اسکا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اپنی اپنی ضروریات اور مرتبے کے مطابق اللہ تعالیٰ سے مزید عطا کا سوال کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ہر فرد کو اسکی ضرورت اور مرتبے کے مطابق عطا کرتا رہتا ہے۔صفات اور شئون میں فرق یہ ہے کہ صفات اسکی ذات بھی نہیں اور غیر بھی نہیں، جبکہ شئونات اسکی عین ذات کے مختلف اعتبارات ہیں (والتفصیل فی مکتوبات الامام الربانی رضی اللہ عنہ: ۲۸۷ دفتر اول)۔

[۲] کچھ صفات ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں جیسے جہالت، بیماری اور ظلم وغیرہ۔ انہیں صفاتِ سلبیہ کہا جاتا ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا علم اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ یعنی اس کے منزہ ہونے سے متعلق تھا اسی لیے وہ لوگوں سے بیماریاں سلب فرماتے تھے۔

Islam The World Religion

لطیفہِ اخفیٰ حضرت سید البشر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کے نیچے ہے، اور آپ کا علم ساری کائنات وموجودات کو شامل ہے اور سب میں ظاہر ہے اس لیے کہ ہر چیز کا ظہور آپ ہی کے نور سے ہوا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ یعنی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوقات میرے نور سے ظاہر ہوئی۔ آپ ﷺ کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔

اس حال کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب ان تمام ہستیوں کو ایک ہی مجلس میں دیکھا جائے۔ اس کے بعد عناصرِ اربعہ کی فکر میں مشغول ہو۔

(۱۸)۔ فکرِ عناصرِ اربعہ

جان لو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے پوری کائنات کو ان چار عناصر سے بنایا ہے:

۱۔ مٹی ۲۔ پانی ۳۔ ہوا ۴۔ آگ

پھر یہ سمجھنا چاہیے کہ پوری کائنات انہی چار عناصر سے بنائی گئی ہے اور ان عناصر کا وجود نور سے ہے۔ گویا جو کچھ ہے سب نور سے ہے۔ یہ چاروں عناصر صفتِ ذات کے مرتبہ میں ہیں اور انہیں اسی ذات سے پہچاننا چاہیے۔ ان چاروں عناصر کو کسی باہمی فرق اور جدائی کے بغیر سمجھنا چاہیے۔ جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ یعنی ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے (البقرہ: ۲۸۵)۔

مگر بظاہر ان میں فرق موجود ہے۔ حضرت آدم **عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** میں خاکی عنصر کا غلبہ تھا، حضرت نوح **عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** پر آبی عنصر کا غلبہ تھا، حضرت ابراہیم **عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** پر بادی عنصر کا غلبہ تھا۔ حضرت موسیٰ **عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** پر آتشی عنصر کا غلبہ تھا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ پر نور کا غلبہ تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔

Islam The World Religion

آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں۔

اس مجلس کی سیر کے بعد طالب کو چاہیے کہ عالمِ خلق اور عالمِ امر کے تصور میں فکر کرے۔

(۱۹)۔ فکر عالمِ امر اور عالمِ خلق

واضح ہو کہ ان دونوں جہانوں کو ملک اور ملکوت، بحر اور بر، شہادت اور غیب، ظاہر اور باطن بھی کہتے ہیں۔

عالمِ امر پانچ چیزیں ہیں۔

۱۔قلبی ۲۔سری ۳۔روحی ۴۔خفی ۵۔اخفیٰ

عالمِ خلق بھی پانچ چیزیں ہیں۔ عناصر اربعہ اور لطیفہ نفسی۔ خالقِ جہان نے ان دو جہانوں سے دوسرے کثیر التعداد جہان پیدا فرمائے ہیں۔ جہانوں کی تعداد میں محققین کا اختلاف ہے، بعض کم بتاتے ہیں اور بعض زیادہ۔ مگر سارے جہاں ان دو جہانوں میں بند ہیں۔

عالمِ خلق اور عالمِ امر انسانِ کامل کے وجود میں اس طرح موجود ہیں کہ انسانِ کامل کی ناف کو عرش کہتے ہیں۔ اور کچھ ناف سے اوپر اوپر ہے وہ سب عالمِ امر ہے اور جو کچھ ناف سے نیچے نیچے ہے وہ سب عالمِ خلق ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِینَ (الاعراف:۵۴)۔

ترجمہ: خبردار! عالمِ خلق اور عالمِ امر اسی کا ہے، اللہ برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

معلوم ہو: کہ صفتِ جلال کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اور صفتِ جمال کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ ان دونوں جہانوں کا فرق اس طرح سمجھنا چاہیے کہ عالمِ خلق وہ ہے جس

Islam The World Religion

میں کثرت ہے بخلاف عالمِ امر کے کہ یہ کثرت میں نہیں آتا۔ پھر جس شخص نے اپنی خلقت اور ہستی کو محو کر دیا یعنی مٹا دیا وہ اسی عالمِ امر میں فنا ہو گیا اور اسی عالمِ امر میں پہنچ کر گوہر بنا۔ جیسا کہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

ترجمہ: جو چیز بھی نمک کی کان میں گر گئی وہ نمک بن گئی۔

پھر یہ شخص اسی وقت میں بخت والا بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** (بنی اسرائیل:۷۰)۔

ترجمہ: اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور انہیں خشکی اور دریا پر سواری دی۔

اے طالب! تمام مخلوقات عالمِ خلق میں داخل ہیں اور انسان وہ ہے جو اس پستی سے اٹھ کر عالمِ امر میں داخل ہو چکا ہو اور صحیح معنی میں بندہ بھی اسی وقت بنتا ہے۔ اب اتنا ہی کافی ہے اس لیے کہ عقل مند کے لیے ایک حرف کافی ہوتا ہے۔ جو کچھ میری فہمِ ناقص میں آیا لکھ دیا۔

تَمَّ الْكِتَابُ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ

☆......☆......☆

Islam-The World Religion

وَصِيَّةُ الْفَقِير

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْد

یہ کتاب صراط الطالبین، طالبانِ صادق کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے۔ تصوف کا کامل ترین نصاب ہے اور اپنے مرشد سے اس کتاب کو سبقاً پڑھنے سے منازلِ سلوک طے ہو جاتی ہیں اور استغناء نصیب ہو جاتا ہے، بشرطیکہ طالب کم ظرف نہ ہو اور اپنے اسباق میں سستی نہ کرے۔ کتاب میں بیان کی گئی آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ شریفہ کو یاد کر لینا اور سمجھنا، اہم نکات اور صوفیانہ اشعار کو سمجھنا سچی لگن کا عین تقاضا ہے۔

ہمارے مرشد کریم علامۃ الدہر، مفتی اعظم، فیاض العصر، سند الاولیاء، قطب الاقطاب حضرت پیر سائیں محمد قاسم مشوری المعروف بہ سائیں بادشاہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے اس کتاب میں مذکور بعض اسباق پر وضاحت بھی فرمائی ہے۔ جسے وضاحت بھی کہا جا سکتا ہے اور عین ممکن ہے کہ نسخے کا امتیاز ہو۔ اسی لیے ہم نے معروف سندھی نسخے کے مطابق ہی ترجمہ کر دیا ہے۔ اس کتاب کو سبقاً پڑھ لینے کے بعد طالب کو چاہیے کہ مندرجہ ذیل گزارشات پر ضرور عمل کرے۔

(ا)۔ اپنا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق درست رکھے۔ اللہ کریم جل شانہ کی توحید، حبیبِ کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت، ختمِ نبوت، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ

کرام اور تمام اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے محبت اور عقیدت رکھنا، اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ماننا، ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب، پھر سیدنا عثمان غنی اور پھر سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کا مرتبہ تسلیم کرنا اور ان سب سے بالترتیب محبت شرعی رکھنا ضروری ہے، انہی کو چار یار، یا خلفائے اربعہ کہا جاتا ہے۔ اہل سنت کی پہچان یہ بیان کی گئی ہے کہ: اَنْ تُفَضِّلَ الشَّیْخَیْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَیْنِ وَ تَمْسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ یعنی سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو افضل مانو اور سیدنا عثمان و سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھو۔

(۲)۔ پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرے، ہر نماز کو اپنی آخری نماز سمجھے، تمام مصروفیات پر نماز کو ترجیح دے۔ اپنی برداشت کے مطابق روزانہ مخصوص مقدار میں قرآن مجید کی تلاوت اپنا معمول بنائے۔ چار تسبیح ذکر روزانہ باقاعدگی سے کرے۔ دلائل الخیرات شریف روزانہ پڑھے۔ ان معمولات کو بروقت بلا ناغہ ادا کرے۔

(۳)۔ اسے قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو۔ نماز کے الفاظ کی ادائیگی درست ہو۔ آیت الکرسی، دعائے قنوت اور نماز کے بعد کی دعا اور چند مزید مسنون دعائیں، متعدد قسم کے درود شریف اسے آتے ہوں۔ قرآن شریف کی آخری دس سورتیں اور چند مزید سورتیں اور اہم اہم رکوع یاد کرنے میں شائق اور غیور ہو۔ سورۃ یٰسین شریف سے محبت کرتا ہو۔ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند سورۃ الاعلیٰ تھی۔ نماز پڑھانا پڑے تو امامت کر سکے، جمعہ، جنازہ اور نکاح پڑھانا پڑے تو اس کے لیے مشکل نہ ہو۔

(۴)۔ ظاہری آداب سے باطنی آداب کا دروازہ کھلتا ہے۔ سنت کے مطابق مٹھی داڑھی شریف رکھے۔ سفید لباس مسنون طریقے سے پہنے۔ زمین پر بیٹھنا پسند کرے۔ مشائخ، علماء، ماں باپ، سادات اور اہل عرب کا دل سے احترام کرے۔

(۵)۔ اپنی زبان کو شریعت کے مطابق اور سنجیدگی سے کھولے، لڑکوں والی حرکتیں اور

باتیں مت کرے۔ دوستوں کے راز محفوظ رکھے اور لوگوں کے عیب تلاش مت کرے۔ گفتگو میں پہل مت کرے، اگر کوئی شخص اسکی بات کاٹ دے تو اس بات کو ترک کر دے۔

(۶)۔ ہر کسی کی خدمت کرے اور خادم بن کر رہنا پسند کرے۔ خدمت سے تکبر کی نفی خوب ہوتی ہے۔

(۷)۔ اپنی عبادات، خدمات اور اسرار کو مخفی رکھے، اخلاص کو سب سے زیادہ برباد کرنے والی چیز نمائش ہے۔

(۸)۔ اپنی معاش کی زیادہ فکر مت کرے، ہر انسان کا رزق اس کی تلاش میں ہے جس طرح موت انسان کی تلاش میں ہے۔

(۹)۔ تقدیر کے فیصلے تسلیم کرے اور لوگوں کے ظلم برداشت کرے اور اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ مت لے، اپنے لیے دعا مت کرے اور کسی کے لیے بددعا مت کرے، اس طرح وصل کی راہ آسان ہو جائے گی۔

(۱۰)۔ اپنے مرشد خانے سے رابطہ رکھے اور مسلسل خدمات سرانجام دیتا رہے، فیض کے جاری رہنے کے لیے سلسلے کا جڑا ہوا ہونا ضروری ہے۔ اپنے مشائخ کے طریقے میں کوئی تبدیلی مت کرے، اسی سے بدعات کا دروازہ کھلتا ہے۔

(۱۱)۔ دین کی خدمت مکمل حکمتِ عملی سے کرتا رہے۔ اپنی اصلاح کرے، مسلمانوں کی اصلاح کرے اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت حکیمانہ طریقے سے دے۔ اپنے آپکو اس قابل بنانے کی کوشش کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اعتماد کر سکیں۔

صَلَّی اللہ عَلیٰ مُحَمّد آلِہٖ وَسَلَّمُ

یکے از فقراءِ درگاہِ عالیہ مشوری شریف

☆......☆......☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion